قربانی کی کھال کے مصارف
مساجد و مدارس



تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث والقرآن

حضرت علامہ

مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

نام کتاب :...... قربانی کی کھال کے مصارف مساجد و مدارس

مصنف :..... علامہ محمد فیض احمد اُویسی رضوی قادری رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام :..... صوفی مختار احمد اُویسی

کمپوزرو ترتیب و آرائش:...... ملک محمد اظہر عامر اُویسی، محمد خورشید مختار اُویسی

پروف ریڈنگ۔ محمد نوید مختار اویسی

صفحات :...... 64

قیمت :...... 50 روپے

ناشر

سیرانی کتب خانہ، محکم الدین سیرانی روڈ بہاولپور

0300-6830592

ملنے کے پتے

سیرانی کتب خانہ بہاولپور	مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور	مکتبہ ضیائے مدینہ میراں روڈ سکھر
مکتبہ چشتیہ بھیرہ شریف (سرگودھا)	احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی	مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ فیصل آباد
مکتبہ فیضان مدینہ رحیم یار خان	مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدرآباد	[illegible]
مکتبہ ضیاء اقبال روڈ راولپنڈی	مدرسہ کنز الایمان پیر خانہ گجرات	اسلامک بک سنٹر راولپنڈی

از: ابوالفاروق فقیر محمد رفیق نقشبندی پیر خانوی سرائے عالمگیر ضلع گجرات

آہ! حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ:

آج وہ شخصیات بہت کم نظر آتی ہیں جن کے رگ و پے میں عشق کردار خون کی طرح محو گردش ہو جن کا قلب عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار جن کی صورت و سیرت سنت نبوی کی علمی تصویر ہوں جن کا کردار و گفتار اللہ کی برہان جو مسند تدریس کی زینت ہوں یا مسند ارشاد کا فخر یا تصنیف و تالیف کی جان بہر صورت اپنے فن کمالات کے خوشنما حسینوں کو دنیا کی امامت کے پیش نظر صداقت، عدالت، سخاوت، شجاعت، اور حق گوئی و بیباکی جیسے اوصاف سے متصف دیکھنے کے خواہاں ہوں، تاریخ گواہ ہے کہ جب تک بلند نگاہ، دلنواز سخن، پرسوز جان قہاری و غفاری اور قدوسی و جبروتی صفات سے مزین ہر کاروان امت مسلمہ کو میسر رہے۔ امت بحفاظت تمام سوئے منزل محو فرام رہی لیکن جونہی وہ نظروں سے اوجھل ہوئے سفینہ امت گرداب بلا میں ہچکولے کھانے لگا۔

نابغہ عصر حضور فیض ملت مفسر قرآن حضرت اُستاذ العلماء علامہ محمد فیض احمد اُویسی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی ایسی ہی شخصیات میں ہوتا ہے۔

اللہ جل جلالہ نے آپ کے دامن شخصیت کو بے شمار محاسن اور خوبیوں کے گوہر ہائے آبدار سے بریز کر رکھا تھا۔ آپ بیک وقت مفکر، مفسر، محدث، مبلغ، محقق، مصنف، بہترین خطیب، حافظ، دنیائے اسلام کے روحانی پیشواء سچائی کے خوگر، امن و آشتی کے پیامبر، اخلاق نبوی، علم و فضل کمال اور عجز

وانکساری کے پیکر تھے۔ غیرت اسلام، مہمان نوازی، قناعت، وضع داری ژوف نگاہیں، گفتگو میں شیرینی، درست فکر، صبر ورضا، حلم وحیاء، زہد وتقویٰ بھی آپ کے گلشن کے مہکتے پھول تھے۔ فی الجملہ حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے۔ جس سمت سے دیکھا با کمال نظر آئے۔ اپنی ذات میں خود انجمن تھے۔ وہ کام جو بہت سی تنظیمیں مل کر نہ کر سکتی تھیں حضور فیض ملت نے اللہ کے فضل وکرم سے بطفیل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے کر دکھایا۔ آج کوئی مدرس ہو یا مقرر ہو یا مناظر ہو یا محقق ہو حضور فیض ملت کی ہر موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں سے باسانی رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔

آپ کے روشن کردار میں حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز کا عالمانہ کردار نظر آتا تھا۔ یقیناً آپ کی جدائی سے عالم اسلام علیہ خداوندی سے محروم ہو گیا وہ سایہ جو امت مسلمہ پر فگن تھا اٹھ گیا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

قربانی کی کھال کے مصارف

مساجد و مدارس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

پس منظر

قربانی کی کھال مسجد وغیرہ میں لگانے کے عدم جواز کا فتویٰ سب سے پہلے دیوبندیوں کے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی نے لگایا۔ چنانچہ اس کے فتویٰ کا سوال وجواب ملاحظہ ہو۔

سوال: قربانی کی کھال کے دام مسجد کے صرف میں جیسا کہ پانی بھروانا، پانی گرم کرانا یا ڈول رسی لینا جائز ہے یا نہیں؟ یا اس کی قیمت موذن کو دینا اس لئے کہ موذن کہتا ہے کہ میرا حق ہے اگر موذن کو نہ دے تو وہ خفا ہوتا ہے موذن ہی کو حق جان کر دیا جاوے یا اور مساکین کو دیا جاوے؟

جواب: "قربانی کی کھال اجرت میں موذن کو دینی جائز نہیں اور نہ اس کی قیمت اور قیمت قربانی کی کھال کی فقیر پر صدقہ کرنا واجب ہے اور کسی جگہ صرف جائز نہیں فقط"
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۵۶)

دیوبندیوں کی عادت ہے کہ اپنے بڑوں کی بات خواہ کفری ہو اس کے ثبوت واشاعت میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں اس مسئلہ کے لئے بھی ایسے ہی کیا گیا اشاعت کا حال تو یہاں تک ہوا کہ دیہاتوں تک عوام کے ذہن میں ڈال دیا کہ قربانی

کی کھال مسجد وغیرہ پر خرچ کرنا ناجائز ہے۔ اور اس کے ثبوت میں غلط سلط دلائل کے انبار لگا دیئے۔

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کے ہاں "فتاویٰ رشیدیہ" کا فتویٰ اور اس قسم کا سوال اور اس کے دلائل پیش ہوئے تو آپ نے حسب عادت اس کے رد میں ایک تصنیف "**الصافية الموحية فی حكم جلود الاضحية**" جو فتاویٰ رضویہ شریف کی جلد ہشتم میں مطبوع ہوا اور عرفان شریعت میں دو مقام میں مفصل جوابات لکھے۔ فقیر رسالہ مبارکہ کی متعدد عبارات نقل کرے گا۔ اور عرفان شریعت کے فتاویٰ بھی! تاکہ حقانیت کا بول بالا ہو اور بطلان کی ذلت و شکست ہو۔

گویا یہ مسئلہ بھی دیوبندی، بریلوی اختلاف میں اوجھڑی کی طرح ایک ہے۔ اوجھڑی کو مولوی رشید احمد گنگوہی نے جائز کہا تو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے مکروہ تحریمی۔

افسوس کہ اہلسنت نہ صرف عوام بلکہ علم کے مدعی بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تحقیق کو بالائے طاق رکھ کر بلکہ اسے مضحکہ خیز تاویلات گھڑ کر مکروہ تحریمی میں سے کرتے۔ لیکن اس مسئلہ (قربانی کی کھال) میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تحقیق کو بلانکیر مان لیا بلکہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے موقف کو نسیاً منسیاً بنا دیا۔ لیکن اوجھڑی چونکہ چسیلی ہے اسی لئے اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے حسب عادت اپنے مقصد پورا کرنے کے لئے کہہ دیا کہ ہم امام احمد رضا کے مقلد نہیں ہیں (هُوَ رَجُلٌ وَّنَحْنُ رِجَالٌ) لیکن قربانی کی کھال میں اپنا مقصد ہے کہ مسجد شریف کی تعمیر کے لئے آسانی سے قربانی کی کھالیں نکل جاتی ہیں اسی لئے اس کے جواز میں اعلیٰ حضرت کا ساتھ دیا اور اوجھڑی کے مسئلہ میں گنگوہی کا۔

ہیں عجب رنگ زمانے کے

بہر حال قربانی کی کھال مسجد پر لگانا جائز ہے حضرت علامہ مفتی محمد ریاض جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حیدرآباد (سندھ) نے اس موضوع پر مستقل رسالہ تحریر فرمایا جس کی صحت پر جملہ علماء اہلسنت نے اتفاق فرمایا جن علماء کرام نے موصوف کے رسالہ پر تقاریظ تحریر فرمائیں فقیر ان میں سے بعض حضرات کی تقاریظ رسالہ ہٰذا کے آخر میں لکھے گا تاکہ کسی سنی بھائی کو انکار کی گنجائش نہ رہے۔

فقیر نے ان کے ایک رسالہ سے یہ مضمون لیا ان کے رسالہ مبارکہ کا نام ہے" **الفیوضات الحامدية فی تعمير المساجد**"

فقیر ان کے تتبع میں اس کا عربی نام رکھتا ہے۔

اِمْسَاكُ الْمُعَانِدِ فِیْ جَوَازِ جُلُوْدِ الْاُضْحِیَّۃِ فِیْ تَعْمِیْرِ الْمَدَارِسِ وَ الْمَسَاجِدِ المعروف "قربانی کی کھال کے مصارف مساجد و مدارس"۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

قربانی کی کھال کا مصرف

اس بارے میں تحقیق یہی ہے کہ اسے صرف (خرچ) کرنا تعمیر مساجد و دیگر امور خیر میں جائز و درست ہے اور اس پر متعدد دلائل حاضر ہیں۔

دلیل

اَلْاَصْلُ فِی الْاَشْیَاءِ الْاِبَاحَۃُ اصول فقہ کا ایک قاعدہ ہے۔ متعدد آیات اس کی دلیل میں ہم پیش کرتے ہیں مجملہ ان کے ایک آیت یہ ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْاَلُوْا

عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَکُمْ عَفَا اللّٰہُ عَنْهَا وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ

(پ ۷ المائدہ ۱۰۱)

اے ایمان والو بہت سی چیزوں کو سوال نہ کرو اگر ان کا حکم تم پر کھول دیا جائے گا تو تمہیں ناگوار ہوگا اور اگر نزول قرآن کے وقت ان کا سوال کرو گے تو حکم ظاہر کر دیا جائے گا۔ اللہ نے تو تم سے یہ معاف فرما دیا اور اللہ غفور و حلیم ہے۔

فائدہ: آیت کی تفسیر و مزید تحقیق و دیگر آیات اباحت کے لیے فقیر کے رسالہ "اشیاء میں اصل اباحت ہے" کا مطالعہ کیجئے۔

احادیث مبارکہ

تفسیر خازن شریف میں آیہ کریمہ مذکورہ کے تحت حدیث نقل فرمائی۔

۱...... عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ اَشْیَاءَ فَقَالَ اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِهٖ وَمَا سَکَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفَا فَلَا تَتَکَلَّفُوْا

(لباب التاویل فی معانی التنزیل مطبوعہ مصر جلد ص ۵۳)

ترجمہ...... حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کچھ چیزوں کا سوال کیا گیا فرمایا حلال وہ ہے جو خداوند قدوس نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جو رب نے اپنی کتاب قدیم میں حرام کر دیا اور جس سے سکوت فرمایا وہ ان میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا تو تکلف سے سوال نہ کرو۔

۲...... دار قطنی میں ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَیِّعُوْهَا وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِکُوْهَا وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَسَکَتَ عَنْ اَشْیَاءَ مِنْ غَیْرِ نِسْیَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا

(مشکوٰۃ شریف مطبع اصح المطابع دہلی باب الاعتصام ص ۱۷)

ترجمہ...... اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں فرض فرمائیں انہیں ضائع نہ کرو اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں ان کے نزدیک نہ جاؤ اور کچھ حدیں مقرر کی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں سے بغیر نسیان سکوت فرمایا ان میں بحث نہ کرو۔

۳...... سید المفسرین حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں:

فَبَعَثَ اللّٰہُ نَبِیَّهٗ وَاَنْزَلَ کِتَابَهٗ وَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ فَمَا اَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ فَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَکَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ.

(مشکوٰۃ شریف باب ما یحل اکلہ ص ۳۰۷)

ترجمہ...... اللہ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا اور قدیم کتاب نازل فرمایا اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام کیا تو جو چیز حلال کی گئی وہ حلال ہے جو حرام فرمائی گئی حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے

تصریحات فقہ

فقہاء کرام نے تصریح فرمائی اصل اشیاء میں اباحت ہے

۱...... فقہ حنفی کی مشہور و مستند کتاب "دُرِّمختار" میں ہے:

اِنَّ الْفُقَهَاءَ کَثِیْرًا مَا یَلْهَجُوْنَ بِاَنَّ الْاَصْلَ الْاِبَاحَۃُ

(درمختار مصری کتاب الطہارۃ جلد اول ص ۹۸)

ترجمہ ...... اکثر فقہاء کرام کے نوک زبان پر ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

۲...... حضرت امام علامہ شامی قدس سرہ السامی اس کی شرح میں فرماتے ہیں

وَصَرَّحَ فِي التَّحْرِيرِ بِاَنَّ الْمُخْتَارَ اَنَّ الْاَصْلَ الْاِبَاحَةُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ مِنَ الْحَنَفِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ

(شامی مطبوعہ مصر جلد اول ص۹۸)

ترجمہ...... تحریر میں صراحت فرمایا کہ جمہور حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک پسندیدہ قول "اصل اشیاء میں اباحت" ہوتا ہے

۳...... یہی علامہ ممدوح فرماتے ہیں

فَهُوَ دَاخِلٌ تَحْتَ قَاعِدَةِ نِ الْاَصْلُ فِي الْاَشْيَاءِ الْاِبَاحَةُ

(شامی مطبوعہ مصر كِتَابُ الْاَشْرِبَةِ جلد پنجم ص۳۰۶)

ترجمہ...... یہ (حقہ) اس قاعدہ کے تحت داخل ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

۴...... نیز ارشاد فرماتے ہیں

وَلَيْسَ الْاِحْتِيَاطُ فِي الْاِفْتِرَاءِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِاِثْبَاتِ الْحُرْمَةِ اَوِ الْكَرَاهَةِ اللَّذَيْنِ لَابُدَّ لَهُمَا مِنْ دَلِيْلٍ بَلْ فِي الْقَوْلِ الْاِبَاحَةِ الَّتِي هِيَ الْاَصْلُ

(شامی مصری جلد ۵ ص۳۰۶)

ترجمہ...... حرمت وکراہت کے ثبوت سے اللہ تبارک وتعالیٰ پر افتراء کرنے میں احتیاط نہیں کہ ان کے لئے دلیل ضروری ہے بلکہ احتیاط اباحت کہنے میں ہے کہ یہی اصل ہے۔

فائدہ: جب یہ ثابت ہوگیا کہ پوست اضحیہ (قربانی کی کھال) مسجد میں دیئے جانے پر شریعت مطہرہ نے ممانعت نہیں فرمائی تو کم از کم یہ مباح ہوا اور وہ فعل مباح میں فاعل مختار ہے۔ لہٰذا مانعین کا حق ممانعت باطل ہے۔

۵...... اسی شامی میں ہے

اَلْمُبَاحُ غَيْرُ مَطْلُوْبِ الْفِعْلِ وَاِنَّمَا وَهُوَ مُخَيَّرٌ فِيْهَا

(شامی ص۹۸ ج۱)

مباح وہ فعل ہے کہ جس کے کرنے کی شریعت نے طلب نہ کی ہو بلکہ عامل اس میں اختیار رکھتا ہو۔

قاعدہ شرعیہ نمبر۱

یہ قاعدہ نہ صرف فنون اسلامیہ میں ہے بلکہ تقریباً تمام معقولات بلکہ ہر مذہب میں ہے کہ ہر کام کی علت غائیہ ہوتی ہے قربانی کی بھی علت غائیہ ہے وہ ہے جانور حلال کا خون بہانا۔ فقہاء کرام کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

۱...... الجوهرة النيرة میں ہے کہ قربانی کا مقصد خون بہانا ہے۔

۲...... حاشیہ قدوری مطبوعہ مجتبائی کتاب الاضحیہ ص۲۴۰

۳...... علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

لِاَنَّ الْقُرْبَةَ فِي الْاِرَاقَةِ

(شامی مصری جلد ۵ ص۲۸۲)

ترجمہ...... قربت (عبادت) خون بہانے میں ہے۔

فائدہ: چونکہ اِرَاقَةُ الدَّمِ (خون بہانے) ہی کا نام قربانی ہے لہٰذا صدقہ واجب بھی یہی ہے "تنویر الابصار" و "درمختار" میں ہے

فَتَجِبُ التَّضْحِيَةُ اَيْ اِرَاقَةُ الدَّمِ

(درمختار مصری جلد ص۲۷۳)

ترجمہ...... قربانی واجب ہے یعنی خون بہانا واجب ہے۔

۲...... ﴿ حضرت امام علامہ شامی علیہ الرحمۃ اس کے تحت فرماتے ہیں

وَالدَّلِیْلُ عَلٰی اَنَّھَا الْاِرَاقَۃُ لَوْ تَصَدَّقَ بِعَیْنِ الْحَیْوَانِ لَمْ یَجُزْ

(شامی مصری جلد ۵ ص ۲۰۳)

ترجمہ...... ﴿ اِرَاقَۃُ الدَّم کے وجوب پر یہ دلیل ہے کہ اگر زندہ جانور صدقہ کردے تو جائز نہیں۔

نتیجہ

جب قربانی اِرَاقَۃُ الدَّم ہی ہے اور اِرَاقَۃُ الدَّم ہی واجب ہے تو قربانی کرنے کے بعد وجوب ساقط ہوگیا اب باقی چیزوں کا صدقہ واجب نہیں کیونکہ واجب ادا ہوگیا۔ لہٰذا گوشت خود کھائے دوسروں کو بھی کھلائے۔ پوست مسجد میں دیدے یا اور کسی مصرفِ خیر میں صرف کرے خواہ عیداً اپنے کام میں لائے یا اس کے عوض ایسی چیز لے جو باقی رہنے والی ہو۔

قاعدہ شرعیہ نمبر ۲

قربانی کے بعد گوشت و پوست کا قربانی کرنے والا مالک ہے خواہ صدقہ کرے یا نہ کرے

۱...... ﴿ جوہرہ میں ہے

وَاِنْ لَّمْ یَتَصَدَّقْ بِشَیْءٍ مِّنْھَا اَجْزَ اَہٗ

(از حاشیہ قدوری ص ۲۳۰)

ترجمہ...... ﴿ قربانی میں سے اگر کچھ بھی صدقہ نہ کرے جائز ہے۔

۲...... ﴿ شامی میں ہے

لَوْ حَبَسَ الْکُلَّ لِنَفْسِہٖ جَازَ

(شامی جلد ۵ ص ۲۸۴)

ترجمہ...... ﴿ اگر سارا ہی گوشت اپنے لئے رکھ لے جائز ہے۔

قاعدہ شرعیہ نمبر ۳

گوشت کا اپنے اہل و عیال پر صرف کرنا بلکہ اگر صاحب عیال اور تنگ دست ہو تو تمام گوشت اپنے عیال پر صرف کردینا جائز ہے۔

عباراتِ فقہاء

۱...... ﴿

شرح وقایہ میں ہے

وَتَرْکُہٗ لِذِیْ عِیَالٍ تَوْسِعَۃً عَلَیْھِمْ

(شرح وقایہ مجتبٰی بحاشیہ چلپی مطبوعہ کریمہ ممبئی جلد ۲ ص ۱۳۹)

ترجمہ۔ عیال دار اپنے عیال پر کشادگی کے لئے صدقہ ترک کردے۔

۲...... ﴿ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے

اِنْ لَّمْ یَکُنْ صَاحِبَ عِیَالٍ وَّاِلَّا فَصَرْفُہٗ اِلٰی عِیَالِہٖ اَوْلٰی مِنْ صَرْفِہٖ اِلَی الصَّدَقَۃِ وَالْھَدِیَّۃِ

(طحطاوی مطبوعہ مصر ص ۳۲۳)

ترجمہ...... ﴿ صدقہ اور ہدیہ کرنا اس وقت ہے جبکہ صاحب عیال نہ ہو ورنہ اس کا اپنے عیال پر صرف کرنا صدقہ اور ہدیہ سے اولیٰ ہے۔

۳...... ﴿ درمختار میں ہے

وَنُدِبَ تَرْکُہٗ لِذِیْ عِیَالٍ تَوْسِعَۃً عَلَیْھِمْ

(ردالمحتار مصری جلد ۵ ص ۲۸۲)

ترجمہ ---- مستحب ہے کہ عیال دار اپنے اہل و عیال پر کشائش کی خاطر صدقہ ترک کرے۔

علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے اس کے تحت فرمایا:

۴ ---- لِغَیْرِ مُوَسَّعِ الْحَالِ

(شامی مصری جلد ۵ ص ۲۸۲)

ترجمہ ---- یہ حکم صاحب عیال تنگ دست کے لئے ہے۔

دلیل خامس

قربانی کا گوشت اغنیاء کو بھی کھلانا اور دے دینا جائز ہے وقایہ میں ہے۔

وَیُؤْکِلُ وَیَھَبُ مَنْ یَّشَآءُ

(شرح وقایہ جلد ۴ ص ۳۹)

ترجمہ ---- کھلایا جائے اور جس کو چاہے ہبہ کرے۔

۵ ---- قدوری میں ہے

وَیُطْعِمُ الْاَغْنِیَاءَ وَالْفُقَرَاءَ (قدوری ص ۲۳۰)

ترجمہ ---- اغنیاء اور فقراء کو کھلایا جائے۔

۶ ---- فتاوی ہندیہ میں ہے

وَیُطْعِمُ الْغَنِیَّ وَالْفَقِیْرَ جَمِیْعًا کَذَا فِی الْبَدَائِعِ وَیَھَبُ مِنْھَا مَا شَاءَ لِلْغَنِیِّ وَالْفَقِیْرِ وَالْمُسْلِمِ وَالذِّمِّیِّ کَذَا فِی الْغِیَاثِیَّۃِ

(عالمگیری کتاب الاضحیہ باب خامس مطبوعہ مصر ص ۳۰۰)

ترجمہ ---- اور قربانی میں سے جو کچھ چاہے غنی، فقیر، مسلم اور ذمی کو ہبہ کرے جیسا کہ غیاثیہ میں ہے۔

۷ ---- درمختار میں ہے

وَیُؤْکِلُ غَنِیًّا

(ردالمحتار ج ۵ ص ۲۸۲)

ترجمہ ---- اضحیہ میں سے غنی کو بھی کھلایا جائے۔

قاعدہ شرعیہ نمبر ۳

اضحیہ میں خود کھانا مستحب ہے

قرآن کریم

فَکُلُوْا مِنْھَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ

(پارہ ۱۷ سورہ حج)

ترجمہ ---- قربانی میں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ فقیر کو کھلاؤ۔

اور فرماتا ہے تبارک و تعالیٰ

فَکُلُوْا مِنْھَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ

(پارہ ۱۷ سورہ حج)

ترجمہ ---- خود کھاؤ اور قناعت کرنے والے بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ۔

حدیث شریف

حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

کُلُوْا وَاَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ وَاَحْمَدُ

(ردالمحتار جلد ۵ ص ۲۸۲)

ترجمہ ---- کھاؤ کھلاؤ اور جمع رکھو۔ یہ حدیث بخاری و مسلم و امام احمد نے روایت کی ہے۔

عباراتِ فقہاء

۱۔۔۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے

وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَاْكُلَ مِنْ لَحْمِ اُضْحِيَةٍ وَيُطْعِمُ مِنْهَا غَيْرَهُ

(فتاویٰ ہندیہ مصری جلد ۵ ص ۳۰۰)

ترجمہ۔۔۔ مستحب ہے کہ اپنے اضحیہ میں سے خود کھائے اور غیروں کو بھی کھلائے۔

۲۔۔۔ درمختار میں ہے

وَيَاْكُلُ مِنْ لَحْمِ الْاُضْحِيَةِ

ردالمحتار مصری جلد ۵ ص ۲۹۵

ترجمہ۔۔۔ اضحیہ کے گوشت میں سے کھائے۔

۳۔۔۔ شامی میں ہے

وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَاْكُلَ مِنْهَا

(شامی مصری جلد ۵ ص ۲۹۲)

ترجمہ۔۔۔ اور مستحب ہے کہ قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھائے۔

فائدہ: ظاہر ہے کہ اگر اس کا تصدق (صدقہ کرنا) واجب ہوتا تو نہ جمع کرنے کا حق ہوتا نہ عیال پر صرف کی اجازت نہ اغنیاء کو کھلانا جائز ہوتا نہ ذمی کو ہبہ کرنا روا۔ نہ خود تناول کرنے کا استحباب۔ صدقہ واجبہ کا یہی حکم ہے۔ جیسا کہ فقہ کا ہر چھوٹا بڑا عالم جانتا ہے۔ چنانچہ چند عبارات ملاحظہ ہوں:

۱۔۔۔ درمختار میں ہے

وَلَا اِلٰى مَنْ بَيْنَهُمَا وِلَادٌ

(ردالمحتار کتاب الزکاۃ ج ۲ ص ۸۶)

ترجمہ۔۔۔ زکوٰۃ ان لوگوں پر صرف نہ کرے جن کے اور زکوٰۃ دینے والے کے درمیان اصول و فروع کا رشتہ ہو۔

۲۔۔۔ علامہ شامی قدس سرہ السامی اس کے تحت فرماتے ہیں

وَكَذَا كُلُّ صَدَقَةٍ وَاجِبَةٍ كَالْفِطْرِ وَالنَّذْرِ وَالْكَفَّارَاتِ اَمَّا التَّطَوُّعُ فَيَجُوْزُ بَلْ هُوَ اَوْلٰى

(شامی مصری جلد دوم ص ۸۶)

ترجمہ۔۔۔ ایسے ہی ہر صدقہ واجبہ جیسے صدقہ فطر اور نذر اور کفارات (اصول و فروع پر خرچ نہ ہوں گے) لیکن صدقات نافلہ کا ان پر صرف جائز بلکہ اولیٰ ہے۔

۳۔۔۔ علامہ شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں

وَاِنْ وَجَبَتْ بِهٖ فَلَا يَاْكُلُ مِنْهَا شَيْئًا وَلَا يُطْعِمُ غَنِيًّا سَوَاءٌ كَانَ النَّاذِرُ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا لِاَنَّ سَبِيْلَهَا التَّصَدُّقُ وَلَيْسَ لِلْمُتَصَدِّقِ ذٰلِكَ

(شامی مصری کتاب الاضحیہ جلد ۵ ص ۲۹۲)

ترجمہ۔۔۔ اگر قربانی اپنے پر خود واجب کر لی (نذر مان کر) تو اس میں سے کچھ نہ کھائے نہ غنی کو کھلائے خواہ نذر ماننے والا غنی ہو یا فقیر اس لئے کہ اس کی راہ صرف صدقہ ہے اور صدقہ کرنے والے کو اس کا حق نہیں۔

قاعدہ شرعیہ نمبر ۲

جن اشیاء کا استعمال قبل ذبح تضحیہ کے لئے ناجائز تھا بعد ذبح ان کا استعمال بھی جائز ہے۔

۱۔۔۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے

وَكُرِهَ جَزُّ صُوفِهَا قَبْلَ الذَّبْحِ لِيَنْتَفِعَ بِهِ فَإِنْ جَزَّهُ تَصَدَّقَ بِهِ وَلَا يَرْكَبُهَا وَلَا يَحْمِلُ عَلَيْهَا شَيْئًا وَلَا يُؤْجِرُهَا فَإِنْ فَعَلَ تَصَدَّقَ بِالْأُجْرَةِ. هٰذَا فِيْ الْحَاوِيْ لِلْفَتَاوٰى لِأَنَّهُ الْتَزَمَ إِقَامَةَ الْقُرْبَةِ بِجَمِيْعِ أَجْزَائِهَا بِخِلَافِ مَا بَعْدَهُ) لِحُصُوْلِ الْمَقْصُوْدِ. هٰذَا فِيْ الْمُجْتَبٰى لَا يُكْرَهُ الْإِنْتِفَاعُ بِلَبَنِهَا قَبْلَهُ كَمَا فِي الصُّوْفِ

(ردالمحتار مصری جلد ۵ ص ۲۸۷)

ترجمہ……﴾قربانی سے قبل قربانی کے جانور کے بال بغرضِ انتفاع کاٹنا مکروہ ہے۔ اگر کاٹ لئے تو صدقہ کردے اور نہ اس پر سوار ہو اور نہ اس پر کوئی بوجھ لادے نہ اسے کرایہ پر دے اگر ایسا کرلیا تو اجرت کو صدقہ کردے (یہ حاوی للفتاوی میں ہے) اس لئے کہ اس نے اس کے تمام اجزاء کے ساتھ اقامتِ قربت کا التزام کیا ہے بخلاف مابعد کے کہ مقصود حاصل ہو چکا (یہ مجتبی میں ہے) اور اس جانور کے دودھ سے بھی نفع حاصل کرنا قبل ذبح مکروہ ہے جس طرح اون اور بالوں سے انتفاع مکروہ ہے۔

قاعدہ شرعیہ نمبر ۵

کھال کو مضحی اپنے استعمال میں لاسکتا ہے اگر اس کا صدقہ واجب ہوتا تو اس کی کھال کو صدقہ کرنا واجب ہوتا یہ مخالفین کو بھی معلوم ہے۔

۱……﴿ شرح وقایہ میں ہے

وَيَتَصَدَّقُ بِجِلْدِهَا أَوْ يَعْمَلُ آلَةً كَجِرَابٍ أَوْ خُفٍّ أَوْ فَرْوٍ أَوْ يُبَدِّلُهُ بِمَا يَنْتَفِعُ بِهِ بَاقِيًا لَا بِمَا يَنْتَفِعُ بِهِ مُسْتَهْلَكًا

(شرح وقایہ جلد دوم ص ۱۳۹)

ترجمہ……﴾جلد کو صدقہ کردے یا اس کا کوئی آلہ مثل جراب یا موزہ یا پوستین کے بنالے یا

کسی ایسی چیز سے بدل لے جسے باقی رکھتے ہوئے نفع حاصل کیا جائے ایسی چیز سے نہ بدلے جسے ہلاک کر کے نفع اٹھایا جائے۔

۲……﴿ فتاوی ہندیہ میں ہے

وَيَتَصَدَّقُ بِجِلْدِهَا أَوْ يَعْمَلُ مِنْهُ نَحْوَ غِرْبَالٍ أَوْ جِرَابٍ وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَشْتَرِيَ بِهِ مَا يُنْتَفَعُ بِعَيْنِهِ مَعَ بَقَائِهِ اِسْتِحْسَانًا ذَالِكَ مِثْلُ مَا ذَكَرْنَا وَلَا يَشْتَرِيْ بِهِ مَا لَا يُنْتَفَعُ إِلَّا بَعْدَ الْاِسْتِهْلَاكِ

(فتاوی عالمگیری جلد ۵ مطبوعہ مصر ص ۳۰۱)

ترجمہ……﴾اس کی جلد کو صدقہ کرے یا اس کی چھلنی یا جراب بنالی جائے اور اس میں بھی حرج نہیں کہ اس کے بدلے میں ایسی چیز خرید لی جائے جسے بعینہ باقی رکھتے ہوئے نفع حاصل کیا جائے استحسانا۔ یہ اس کے مثل ہے جو ہم نے بیان کیا اور اس کے بدلے میں ایسی چیز نہ خریدے جسے ہلاک کرنے کے بعد نفع حاصل کیا جائے۔

قاعدہ شرعیہ نمبر ۶

احکام گوشت و پوست آپس میں ایک دوسرے پر قیاس کئے جاتے ہیں فقہاء کرام نے احادیث میں جلد کا حکم دیکھ کر گوشت کو اس پر قیاس فرمایا

۱……﴿ درمختار میں ہے

وَلَا يُعْطِيْ أَجْرَ الْجَزَّارِ مِنْهَا لِأَنَّهُ كَبَيْعٍ وَاسْتُفِيْدَتْ مِنْ قَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ بَاعَ جِلْدَ أُضْحِيَتِهِ فَلَا أُضْحِيَةَ لَهُ

(ردالمحتار مصری جلد ۵ ص ۲۸۷)

ترجمہ……﴾قربانی میں سے قصاب کو اجرت نہ دی جائے کیونکہ یہ بیع کی طرح ہے اور حضور

کے فرمانِ مقدس سے مستفاد کہ جس نے اپنی قربانی کی کھال فروخت کی اس کی قربانی نہیں ہے۔

۲ ـــــ شامی میں اس کے تحت فرمایا:

لِاَنَّ کُلًّا مِنْهَا مُعَاوَضَةٌ

(شامی مصری جلد ۵ ص ۲۸۷)

ترجمہ ـــــ اس لئے کہ گوشت و پوست میں سے اجرت دیا جانا معاوضہ ہے۔

۳ ...... یونہی شرح وقایہ میں ہے

فَاِذَا کَانَ الْحُکْمُ فِیْ اَلْجِلْدِ ہٰذَا قَاسُوْا عَلَيْهِ اللَّحْمَ

(شرح وقایہ جلد ثانی ص ۱۴۸)

ترجمہ...... جب جلد کے متعلق یہ حکم ہے کہ (غیر مستہلک چیز سے بدلی جائے مستہلک سے نہیں) تو اسی پر گوشت کو قیاس کیا جائے۔

تصریحات

ان قواعد کو سمجھنے کے بعد اب فقہاء کی تصریحات ملاحظہ ہوں

فقہاء کرام کی مذکورہ تصریحات کے پیش نظر ہر سلیم الطبع یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ وجوب صرف اِرَاقَةُ الدَّمْ کا ہے گوشت و پوست کا تصدق واجب نہیں۔ بِنَاءً عَلَيْهِ (اسی پر بناء کرتے ہوئے) زمانہ قریب کے ایک مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کہ مانعین جنہیں مانتے ہیں اپنے فتاوٰی میں صراحتہً پوست کا صدقہ نافلہ ہونا بیان کرتے ہیں کہ

۱ ...... پر ظاہر کہ تصدق بچرم اضحیہ از قبیل تطوعات است و صدقہ تطوع محکوم علیہ

بحرمت صرف آں بر بنی ہاشم نیست اینچنین احکام از خصائص زکوٰۃ ہستند

(مجموعہ فتاوٰی مولوی عبدالحی مطبوعہ یوسفی فرنگی محل لکھنوی جلد ۲ ص ۳۰۶)

ظاہر ہے کہ پوست اضحیہ کا صدقہ از قبیل مستحبات ہے اور صدقہ مستحبہ کا صَرف بنی ہاشم وغیرہ پر محکوم بحرمت نہیں۔ اس قسم کے احکام خصوصیات زکوٰۃ سے ہیں۔

۲ ...... اس میں چند سطور کے بعد

صدقہ تطوع بر بنی ہاشم صرف کردن جائز است و ہمیں است مذہب جمہور و تصدق بچرم اضحیہ نیز تطوع است لاجرم برایشان صرف آں جائز خواہد شد

ترجمہ ...... صدقہ نافلہ بنی ہاشم پر صرف کرنا جائز ہے اور یہی مذہب جمہور ہے اور پوست اضحیہ کا صدقہ بھی صدقہ نافلہ ہے لامحالہ اسکا صَرف بھی ان پر جائز ہوگا۔

۳ ...... اس فتوے کے آخر میں ہے:

چوں تصدیق بچرم اضحیہ از قبیل تطوعات است لا جرم نقل آں مکروہ نخواہد شد

ترجمہ ...... جب پوست اضحیہ کا صدقہ صدقات نافلہ کے قبیل سے ہے لاجرم اس کا ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا مکروہ ہوگا۔

فائدہ: جب یہ ثابت ہو گیا کہ پوست اضحیہ کا صدقہ واجب نہیں بلکہ صدقہ نادار ہے تو مسجد میں اس کے عدم صَرف کی کوئی وجہ وجیہ نہیں بلکہ مساجد کے لئے یہ جس قدر چندہ وغیرہ

ہو رہا ہے یہ سب صدقہ نافلہ ہی میں تو داخل ہیں اگر صدقہ نافلہ کا عدم جواز تسلیم کر لیا جائے تو پھر تعمیر مساجد کی سبیل بند ہے۔

فائدہ: مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے "براہین قاطعہ" میں کفریہ کلمات لکھے کہ ملک الموت کا علم رسول اللہ ﷺ کے علم سے زیادہ ہے (معاذ اللہ) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ نے گرفت فرمائی اس کی تصدیق علماء عرب و عجم میں شائع ہوئیں ملاحظہ ہو "حسام الحرمین"۔

کچھ یہی حال اس مسئلہ میں بھی ہوا فقیر ان کے سوالات کے جوابات عرض کرتا ہے۔

سوال: غنی اور مسجد کا ایک ہی حکم ہے اور چونکہ غنی کو کھال نہیں دی جاتی لہٰذا مسجد کو بھی نہیں دی جا سکتی۔

جواب: غنی کو کھال نہ دینا اور ہے اور نہ دیا جا سکنا اور۔ شریعت مطہرہ نے کہیں اس کی ممانعت نہ فرمائی بلکہ دلیل خاص میں عالمگیری کی عبارت گزری

وَيَهَبُ مِنْهَا مَاشَاءَ لِلْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ

ترجمہ۔۔۔۔۔ قربانی میں سے جو کچھ غنی اور فقیر دونوں کو دے "ما" کے عموم میں کھال بھی داخل اور یہ اس باب میں نص صریح ہے۔

سوال: اگر غنی کو کھال دے بھی دی جائے تو اسے فروخت کا حق نہ ہوگا جیسے خود قربانی کرنے والے کو فروخت کرنے کا حق نہیں ہے۔ یونہی مسجد میں کھال دی جا سکے گی لیکن مسجد اسے فروخت نہیں کر سکتی۔

جواب: اولاً اس پر دلیل درکار ہے دوسرے یہ کس نے کہا کہ قربانی کرنے والے کو بہر صورت کھال بیچنا ممنوع ہے ممانعت صرف اس صورت میں ہے جبکہ اپنی ذات یا اپنے عیال پر صرف کرنے کے لئے بیچے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

وَلَا يَبِيْعُهُ بِالدَّرَاهِمِ لِيُنْفِقَ الدَّرَاهِمَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَعِيَالِهٖ

(عالمگیری کتاب الاضحیہ سادس جلد ۵ ص ۳۰۱ مطبوعہ مصر)

ترجمہ۔ اپنے نفس اور عیال پر خرچ کرنے کے لئے چرم قربانی کو دراہم کے بدلے نہ بیچے۔ ہاں اگر کسی کار خیر میں صرف کے لئے دراہم کے بدلے کھال فروخت کی بلا شبہ جائز ہے۔

اسی میں ہے:

وَلَوْبَاعَهَا بِالدَّرَاهِمِ لِيَتَصَدَّقَ بِهٖ جَازَ لِاَنَّهٗ قُرْبَةٌ كَالتَّصَدُّقِ كَذَا فِي التَّبْيِيْنِ

(عالمگیری مصری جلد ۵ ص ۳۰۱)

ترجمہ۔۔۔۔۔ اگر کھال کو درہموں سے بیچ کر تصدق کرے گا تو جائز ہے اس لئے کہ جیسے کھال صدقہ کرنا قربت ہے یونہی کھال کے درہموں کا صدقہ کرنا بھی قربت ہے ایسا ہی تبیین میں ہے۔

تیسرے بالفرض آپ کی یہ بات مان لی جائے کہ قربانی کرنے والا کسی صورت میں بھی کھال فروخت نہیں کر سکتا پھر بھی غنی پر اس کا کیا اثر۔ قربانی کرنے والے کے احکام اور غنی کے اور۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

وَاِذَا دَفَعَ اللَّحْمَ اِلٰى فَقِيْرٍ بِنِيَّةِ الزَّكٰوةِ لَا يُحْسَبُ عَنْهَا فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ لٰكِنْ اِذَا دَفَعَ لِلْغَنِيِّ ثُمَّ دَفَعَ اِلَيْهِ بِنِيَّتِهَا يُحْسَبُ

(شامی مصری جلد خامس کتاب الاضحیہ ص ۲۸۷)

ترجمہ۔۔۔۔۔ اگر فقیر کو گوشت قربانی بہ نیت زکوٰۃ دیا ظاہر روایت میں کافی نہیں لیکن اگر غنی کو

دے دیا جائے پھر اس نے فقیر کو بہ نیت زکوۃ دے دیا کافی ہے۔

سوال: غنی کو کھال تو دی جا سکتی ہے لیکن اسے بیچ کر اس کی قیمت اسے پیش کرنا اس کی کسر شان ہے اسی طرح مسجد میں کھال دی جا سکتی ہے لیکن اسے فروخت کر کے مسجد میں لگانا ناجائز ہے۔

جواب: اولاً شرع مطہرہ سے اس پر دلیل کیا؟ دوسرے عموماً مسجد میں کھال ہی دی جاتی ہے تیسرے ابھی عالمگیری سے نقل ہوا کہ اس نیت سے خود قربانی کرنے والے کو فروخت کرنا جائز ہے۔ چوتھے مسجد والے اگر فروخت کریں تو اوپر والی شامی کی عبارت اس کی دلیل ہے پانچویں غنی کے لئے چندہ کرنا بھی اس کی کسر شان ہے لیکن مسجد یں عموماً چندہ ہی سے بن رہی ہیں اگر یہ وجہ ممانعت ہے تو پھر مسجد کے لئے چندہ بھی ممنوع ہو کوئی کہے کہ مسجد خود چندہ نہیں کر سکتی بلکہ ہم اس کے لئے چندہ کرتے ہیں اس لئے جائز ہے اس بناء پر اگر مسجد کا جائز ہے تو یہ قاعدہ کھالوں میں بھی جاری ہے کہ نہ کھالیں مسجد خود جمع کرتی ہے نہ فروخت کرتی ہے بلکہ ہم لوگ یہ امور سرانجام دیتے ہیں لہٰذا یہ بھی جائز ہے۔

سوال: جب صدقہ مستحب ہے تو اپنے استعمال میں کیوں نہیں لایا جا سکتا؟۔

جواب: ابھی دلیل خاص میں گزرا کہ کھال کو استعمال کر سکتا ہے اول مشک بنا سکتا ہے اور آگے عبارات اسی قسم کی آتی ہیں۔ ہاں کھال کو فروخت کر کے اس کی قیمت کے پیسے اپنے اور اپنے عیال پر صرف نہیں کر سکتا کیونکہ اس نے اضحیہ کے تمام اجزاء سے تقرب کا قصد کیا ہے اور اب اسے فروخت کرنا منافی تقرب و خلوص ہے وہ اپنے جانور کی قیمت پھر سے وصول کر رہا ہے تو وہ عبادت و خلوص کہاں رہا اور شرعاً مطالبہ عبادت و خلوص کا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ

(پارہ ۱۷ سورہ حج)

ترجمہ ـــ ﴿ اللہ کو نہ قربانی کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون لیکن اسے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

تفسیر مدارک میں اس کے تحت فرمایا

لَنْ يُّرْضِيَ الْمُضَحُّوْنَ وَالْمُقَرِّبُوْنَ رَبَّهُمْ اِلَّا بِمُرَاعَاةِ النِّيَّةِ وَالْاِخْلَاصِ وَرِعَايَةِ شُرُوْطِ التَّقْوٰى

(مدارک شریف مصری علی ہامش الخازن جلد ۳ ص ۳۱۰)

ترجمہ..... ﴿ قربانی کرنے والے تقرب چاہنے والے خلوص نیت و شروط تقویٰ کی رعایت کے بغیر اپنے رب کو ہرگز راضی نہیں کر سکتے۔

حدیث شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم فرماتے ہیں:

مَنْ بَاعَ جِلْدَ اُضْحِيَّتِهٖ فَلَا اُضْحِيَّةَ لَهٗ

(کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوۃ کتاب العیدین والاضحیہ ص ۱۸۸)

ترجمہ..... ﴿ جس نے اپنی قربانی کی کھال بیچی اس کی قربانی قبول نہیں۔

شرح وقایہ میں ہے

لٰكِنِ التَّبْدِيْلُ بِالدَّرَاهِمِ تَمَوُّلٌ

(شرح وقایہ جلد دوم ص ۱۴۸)

ترجمہ..... ﴿ کھال کو درہموں سے تبدیل کرنا تمول (مالدار بننا) ہے

نوٹ..... ﴿ تمول اس وقت ہے جبکہ اپنے نفس و عیال پر خرچ کرنے کے لئے بیچے جیسا کہ فتاوی ہندیہ سے گزرا۔

فائدہ: یہ وہ پہلی مصلحت تھی کہ جس کے باعث کھال فروخت کر کے اس کے پیسے اپنے

صرف میں لانے کی ممانعت فرمائی گئی اگر اس کا جواز رکھا جاتا تو قربانی کرنے والا گوشت و پوست بیچ کر جانور کی قیمت وصول کر لیتا جو روح عبادت کے خلاف تھا دوسری مصلحت اس میں یہ تھی کہ صلہ رحمی و غرباء پروری کا سلسلہ بالکل ختم ہو جاتا جب اس نے گوشت و پوست سب بیچ دیا تو غرباء کو کیا دیتا؟ اس لئے اسلام میں حکم دیا گیا تھا کہ تین دن کا گوشت اپنے پاس رکھ کر باقی سب صدقہ کر دو پھر بعد میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ حکم منسوخ فرمادیا۔

موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله تعالى عليه وسلم نَهٰى عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا وَادَّخِرُوْا.

(مصفی و مسوی شرحین للموطا امام مالک علیہ الرحمۃ)

ترجمہ ..... بے شک رسول اللہ ﷺ نے قربانی کا گوشت تین کے بعد کھانے سے منع فرمایا پھر اس کے بعد یہ فرمایا کھاؤ توشہ بناؤ اور جمع رکھو۔

مسئلہ: مسجد میں کھال دینا منافی خلوص و تقویٰ نہیں بلکہ عین خلوص و تقویٰ ہے مولیٰ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ.

(پارہ ۱۷ سورہ حج)

ترجمہ ..... جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ اس کے دل کے تقویٰ سے ہے۔

حدیث شریف:

بخاری و مسلم نے بروایت حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ثالث حدیث بیان کی کہ فرماتے ہیں:

اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله تعالى عليه وسلم يَقُوْلُ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.

(کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ ص ۵۰)

ترجمہ ..... میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے سنا جس نے رضائے الٰہی کا طالب ہو کر مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

فائدہ: صلہ رحمی و غرباء پروری پر بھی اس کا کچھ اثر نہیں کہ گوشت کے تین حصے مقرر فرما دیئے گئے ایک خود کے لئے دوسرا اقرباء و احباب کے لئے تیسرا حصہ غرباء و فقراء کے لئے۔

شامی میں ہے:

اَلْاَفْضَلُ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِالثُّلُثِ وَيَتَّخِذَ الثُّلُثَ ضِيَافَةً لِاَقْرِبَائِهٖ وَاَصْدِقَائِهٖ وَيَدَّخِرَ الثُّلُثَ

(شامی مصری جلد ۵ ص ۲۸۶)

ترجمہ ..... افضل یہ ہے کہ ایک تہائی حصہ صدقہ کرے اور تہائی حصے سے عزیز و احباب کی ضیافت کرے اور تہائی حصہ جمع رکھے۔

جب یہ حصے مقرر ہو چکے تو اب کھال کے متعلق یہ اختیار رہا خواہ بعینہ اپنے استعمال میں لائے خواہ غرباء کو دے دے خواہ کسی اور مصرف خیر میں صرف کرے۔

سوال: مسجد کے لئے کھال متولی کو دینا گویا اسے وکیل بنانا ہوا کہ متولی اسے فروخت کر کے مسجد میں لگائے اور جب یہ خود فروخت نہیں کر سکتا تو وکیل کیونکر کر سکے گا؟

جواب: اولاً نہ وکیل بنایا جاتا ہے نہ یہ قصد ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات قربانی کرنے والے کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ متولی کون ہے؟ نہ خبر ہوتی ہے کہ متولی حامل شرائط وکالت ہے بھی یا نہیں نہ یہ مقصود کہ اسے خاص متولی ہی فروخت کرے بلکہ بعض دفعہ متولی صاحب

موجود بھی نہیں ہوتے قربانی کرنے والا کھال لاکر حدود مسجد کے کسی گوشہ میں ڈال جاتا ہے اسے اس سے کوئی مطلب نہیں ہوتا کہ اسے متولی فروخت کرے یا امام مسجد یا اہل محلہ بلکہ اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ بعد فروخت مسجد میں لگ جائے۔ دوسرے فرض کرو کہ قربانی کرنے والے ہی کا وکیل سہی پھر جب قربانی کرنے والا خود کارِ خیر میں صرف کے لئے بیچ سکتا ہے جیسا کہ عالمگیری سے گزرا تو خود بقول تمہارے بھی وکیل کا تصرف جائز ہوگا کہ خود قربانی کرنے والے کی بیع کا عدم جواز اور وکیل کے تصرف کا عدم جواز تم نے ثابت کیا۔ جب کارِ خیر کے لئے اس کی بیع جائز تو وکیل کا تصرف بھی نافذ۔ ثالثاً بزعم باطل یونہی سہی کہ کارِ خیر میں صرف کے لئے بھی مضحی فروخت نہ کرسکے پھر تمہیں کیا نافع اور ہمیں کیا مضر کہ وکیل وہ تصرفات کرسکتا ہے جو کسی ممانعت کے باعث موکل نہ کرسکے۔ درمختار میں ہے:

وَتَصِحُّ تَوْكِيْلُ الْمُحْرِمِ حَلَالاً بِبَيْعِ صَيْدٍ وَاِنِ امْتَنَعَ عَنْهُ الْمُوَكِّلُ لِعَارِضِ النَّهْيِ.

(ردالمحتار مصری کتاب الوکالہ جلد ۴ ص ۵۵۵)

ترجمہ……﴿اور محرم کا غیر محرم کو شکار بیچنے کے لیے وکیل بنانا صحیح ہے اگرچہ موکل عارضہ نہی کے باعث یہ کام نہیں کرسکتا ہے۔

سوال: جب کھال مسجد میں دے دی گئی تو اب مسجد کی ملک ہوگئی اور ملکِ مسجد فروخت نہیں ہوسکتی۔

جواب:- اولاً قربانی کرنے والے کا منشاء ہی اسے فروخت کرکے مصالحِ مسجد میں لگانے کا ہوتا ہے نہ کہ کھالوں کا مسجد میں انبار کرنا دوسرے مسجد کے متولی کو اس قسم کے تصرفات کا حق ہوتا ہے اور اس کا تقرر انہیں اغراض کے تحت ہوتا ہے تاتارخانیہ میں ہے:

اِنَّ اَهْلَ الْمَسْجِدِ لَوِ اتَّفَقُوْا عَلٰى نَصْبِ رَجُلٍ مُتَوَلِّيًا لِمَصَالِحِ

الْمَسْجِدِ فَعِنْدَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ يَصِحُّ وَلٰكِنِ الْاَفْضَلُ كَوْنُهُ بِاِذْنِ الْقَاضِيْ ثُمَّ اتَّفَقَ الْمُتَاَخِّرُوْنَ اَنَّ الْاَفْضَلَ اَنْ لَّا يَعْلَمُوْا الْقَاضِيَ فِيْ زَمَانِنَا لِمَا عُرِفَ مِنْ طَمْعِ الْقُضَاةِ فِيْ اَمْوَالِ الْاَوْقَافِ.

(شامی مصری کتاب الوقف جلد نمبر ۳ صفحہ ۵۶۶)

ترجمہ……﴿بے شک اگر اہل مسجد نے اتفاق کیا ایک کو مصالح مسجد کے لئے متولی بنانے پر تو متقدمین کے نزدیک صحیح ہے لیکن افضل یہ ہے کہ باذن قاضی ہو پھر متاخرین نے اتفاق فرمایا کہ قاضی سے معلوم نہ کریں ہمارے اس زمانہ میں جبکہ اموال اوقاف میں قضاۃ کی طمع پہچان لی گئی ہے۔

بحرالرائق میں ہے:

اِذَا اجْتَمَعُوْا عَلٰى رَجُلٍ وَجَعَلُوْهُ مُتَوَلِّيًا بِغَيْرِ اَمْرِ الْقَاضِيْ يَكُوْنُ مُتَوَلِّيًا.

(شامی مصری باب احکام مسجد جلد اول صفحہ ۶۱۳)

ترجمہ……﴿اہل محلہ جب ایک آدمی پر متفق ہوگئے اور اسے بغیر امر قاضی بنالیا تو وہ متولی ہوگیا۔

تیسرے پوست اضحیہ ایسی ہی چیز ہے کہ بے بیچ کئے ہی مسجد میں لگایا جاتا ہے مسجد کا ڈول یا اس کی دریوں کی گوٹ تین چار دس بیس کھالوں میں اتمام پذیر ہوں گی نہ کہ اس قدر کثیر۔ اس کی نظیر مسجد کے پھل ہیں کہ انہیں بھی فروخت ہی کرکے انتفاع حاصل کیا جاتا ہے۔

درمختار میں ہے:

غَرَسَ فِي الْمَسْجِدِ اَشْجَارًا تُثْمِرُ اِنْ غَرَسَ لِلسَّبِيْلِ فَلِكُلِّ مُسْلِمٍ الْاَ

تحل وإلا فتباع لمصالح المسجد

(ردالمحتار مصری کتاب الوقف جلد ۳ ص ۵۰۵)

ترجمہ: یہ مسجد میں درخت بوئے گئے جو پھل دیتے ہیں اگر نمازیوں کے کھانے کے لئے بوئے گئے تو ہر مسلمان کو ان کا کھانا روا ہے ورنہ انہیں مصالح مسجد کے لئے بیچا جائے گا۔

حضرت امام شامی قدس سرہ السامی اس کے تحت فرماتے ہیں

إذا لم يعرف الشرط يأخذها المتولي ليبيعها ويصرفها في مصالح الوقف۔

(شامی مصری کتاب الوقف جلد ۳ ص ۵۰۵)

ترجمہ: یہ جب شرط نہ پہچانی گئی تو پھل متولی حاصل کرے انہیں فروخت کرنے کے لئے اور مصالح وقف میں صرف کرے۔

نوٹ: مصالح وقف و مسجد کی تفصیل جلیل اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مبارکہ التحریر الجید فی حکم المسجد میں ہے

من شاء فليرجع إليه

سوال: جب گوشت کا صدقہ مستحب ہونے پر قیاس کر کے پوست کو صدقہ مستحب قرار دیا گیا تو مسجد میں دیتے ہوئے گوشت کو بھی اس پر قیاس کیا جائے اور گوشت بھی مسجد میں دیا جائے تاکہ اسے بیچ کر اس کی قیمت مسجد میں لگا دی جائے۔

جواب: یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ گوشت کھانے کی چیز ہے پوست کو کوئی مسلمان نہیں کھاتا۔ دوسرا یہ وضیافت احباب کا سلسلہ اس سے منقطع ہوتا ہے تیسرے عید الاضحیٰ کے مبارک دن ضیافت الٰہیہ کے دن ہیں اس ضیافت کی قدر یوں بھی ہے کہ قربانی کے گوشت کو خرید و فروخت کے بغیر استعمال کیا جاتا ہے جو تھے امراء کے دسترخوانوں پر ان دنوں میں

گوشت پلاؤ اور کباب تیار ہوتے ہیں اور غریبوں کی روٹی پر چٹنی۔ اسلام نے مساوات کا سبق پڑھایا۔ پانچویں بیع گوشت کا مسئلہ علماء میں مختلف فیہ ہے لہٰذا احتیاط اجتناب میں پائی گئی۔ حضرت امام علامہ شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں:

ليس له بيعها بمستهلك وان له بيع الجلد بما تبقى عينه وسكت عن بيع اللحم للخلاف فيه . ففي الخلاصة وغيرها لو اراد بيع اللحم ليتصدق بثمنه ليس له ذلك وليس له فيه الا ان يطعم او يأكل.

(شامی مصری جلد ۵ ص ۲۲۸)

ترجمہ: مضحی کو یہ حق نہیں کہ گوشت کو مستہلک چیز کے عوض بیچے اور یہ حق حاصل ہے کہ جلد کو ایسی چیز کے عوض بیچ دے جو بعد باقی رہے صاحب درمختار نے گوشت کی بیع سے اس لئے سکوت فرمایا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ خلاصہ وغیرہ میں ہے اگر گوشت کے بیچنے کا ارادہ کیا تاکہ اس کی قیمت صدقہ کر دے اس کو یہ حق نہیں اور اس معاملہ میں اس کے لئے یہی حکم ہے کہ کھلائے یا کھائے۔

حتی کہ وہ علماء جو بیع لحم کے قائل ہیں تو ان میں بھی اختلاف ہے بعض نے فرمایا کہ گوشت کی بیع مستہلک چیز سے جائز ہے اور غیر مستہلک سے جائز نہیں اگرچہ مذہب صحیح یہی ہے کہ گوشت کی بیع بھی مستہلک سے جائز نہیں اور غیر مستہلک سے جائز ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

ولو اشترى بلحم الاضحية حبوبا لا يجوز ولو اشترى بلحمها خبزا جاز ولو اشترى بلحمها لحما جاز قالوا (١) والاصح في هذا انه يجوز بيع المأكول بالمأكول وغير المأكول بغير المأكول ولا يجوز بيع غير المأكول بالمأكول ولا بيع المأكول بغير المأكول هكذا في الظهيرية و

فتاوی قاضی خان۔

(عالمگیری کتاب الاضحیہ باب سادس جلد ۵ ص ۳۰۱)

ترجمہ۔۔۔۔﴿ اگر اضحیہ کے گوشت سے جراب خریدی جائے جائز نہیں اور اگر اس کے گوشت سے غلہ خریدا جائز ہے اور اگر اس کے گوشت سے گوشت خریدا جائز ہے۔ علماء نے فرمایا اس مسئلہ میں صحیح یہ ہے کہ ماکول کی بیع ماکول کے ساتھ جائز ہے اور غیر ماکول کی غیر ماکول کے ساتھ جائز ہے اور غیر ماکول کی بیع ماکول کے ساتھ جائز نہیں اور نہ ہی ماکول کی غیر ماکول سے۔ فتاوی ظہیریہ اور فتاوی قاضی خاں میں ایسا ہی ہے۔

حالانکہ خود اسی عالمگیری میں مذہب صحیح یہ بیان فرمایا گیا:

وَاللَّحْمُ بِمَنْزِلَةِ الْجِلْدِ فِيْ الصَّحِيْحِ حَتّٰى لَا يَبِيْعَهُ بِمَا لَا يُنْتَفَعُ بِهِ إِلَّا بَعْدَ الْاِسْتِهْلَاكِ.

(عالمگیری کتاب الاضحیہ جلد ۵ ص ۳۰۱)

اور گوشت کا حکم کھال کی طرح ہے مذہب صحیح میں۔ یہاں تک کہ اس کو اس چیز سے نہ بیچے کہ جسے ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جائے۔

علامہ شامی قدس سرہ السامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں:

وَالصَّحِيْحُ كَمَا فِي الْهِدَايَةِ وَشُرُوْحِهَا أَنَّهُمَا سَوَاءٌ فِيْ جَوَازِ بَيْعِهِمَا بِمَا يُنْتَفَعُ بِعَيْنِهِ دُوْنَ مَا يُسْتَهْلَكُ وَأَيَّدَهُ فِي الْكِفَايَةِ بِمَا رَوَى ابْنُ سَمَاعَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ لَوِ اشْتَرَى بِاللَّحْمِ ثَوْبًا فَلَا بَأْسَ بِلُبْسِهِ.

(شامی مصری جلد ۵ ص ۲۱۷)

ترجمہ۔۔۔۔﴿ صحیح وہ ہے جو ہدایہ اور اس کی شروحات میں ہے کہ گوشت پوست جواز بیع میں یکساں ہیں اس چیز سے جیسے بعینہ باقی رکھ کر نفع حاصل کیا جائے بخلاف اس چیز سے جسے

ہلاک کر کے نفع اٹھایا جائے اور کفایہ میں اس کی دلیل سے تائید کی جو کہ ابن سماعہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ اگر گوشت کے عوض کپڑا خریدا گیا تو اس کے پہننے میں حرج نہیں۔

فائدہ: اس اختلاف کے پیش نظر گوشت کا مسجد میں نہ دیا جانا ہی احتیاط ہے بخلاف پوست کے کہ اس کے لئے صریح جزیہ فتاوی عالمگیری سے سوال دوم میں گزرا لو باعها بالدراهم ليتصدق به جاز (انتهى)

سوال: درمختار میں ہے:

وَيَتَصَدَّقُ بِجِلْدِهَا

ترجمہ۔۔۔۔﴿ قربانی کی کھال صدقہ کی جائے۔ چونکہ یہاں صدقہ کرنا بتایا گیا ہے لہذا صدقہ ہی کرنا ہوگا مسجد میں نہیں لگائی جا سکتی اور نہ ہی کسی اور مصرف میں صرف کی جا سکتی ہے۔ اس لئے صدقہ سے مراد صدقہ واجبہ ہی ہوتا ہے۔

جواب: یہ مانعین کا وہ چوٹی کا اعتراض ہے جو پاکستان سے لے کر ہندوستان تک اچھالا جا رہا ہے لہذا ہم بھی اس پر قدرے تفصیل سے کلام کرتے ہیں

یاد رہے کہ درمختار کی عبارت پیش کرنے میں مانعین نے تدبر سے کام نہ لیا ورنہ اس باب میں اسے پیش کرنے کی جرات ہرگز نہ کرتے اولاً صاحب درمختار اور اس کے ماتن صاحب تنویر الابصار یہاں بیان مستحبات فرما رہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

وَيَأْكُلُ مِنْ لَحْمِ الْاُضْحِيَةِ وَيُؤْكِلُ غَنِيًّا وَنُدِبَ أَنْ لَا يَنْقُصَ التَّصَدُّقُ عَنِ الثُّلُثِ وَنُدِبَ تَرْكُهُ لِذِيْ عِيَالٍ تَوْسِعَةً عَلَيْهِمْ.

وَأَنْ يَذْبَحَ بِيَدِهِ إِنْ عَلِمَ ذٰلِكَ وَإِلَّا شَهِدَهَا بِنَفْسِهِ وَيَأْمُرُ بِالذَّبْحِ كَيْ لَا يَجْعَلَهَا مَيْتَةً وَكُرِهَ ذَبْحُ الْكِتَابِيِّ أَمَّا الْمَجُوْسِيُّ فَيَحْرُمُ لِأَنَّهُ لَيْسَ مِنْ

اهله. وهذا في الدرر يتصدق بجلدها.

(ردالمحتار کتاب الاضحیہ جلد ۵ ص ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷)

ترجمہ۔۔۔۔۔﴿ اور قربانی کے گوشت میں سے خود کھائے اغنیاء کو کھلائے اور جمع کر رکھے اور مستحب ہے کہ صدقہ تہائی سے کم نہ کرے اور مستحب ہے کہ عیالدار اپنے عیال پر وسعت کی غرض سے صدقہ کو ترک کر دے اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے جبکہ ذبح کرنا جانتا ہو اور اگر نہ جانتا ہو تو خود موجود رہے اور دوسرے کو ذبح کرنے کا حکم دے تا کہ ناواقف قربانی کو مردہ نہ بنا دے۔ کتابی کا ذبیحہ مکروہ ہے لیکن مجوسی کا ذبیحہ حرام ہو جائے گا کہ وہ اس کا اہل ہی نہیں یہ درر میں ہے اور قربانی کی جلد کو صدقہ کر دے۔

فائدہ: ظاہر ہے کہ گوشت قربانی کا تناول کرنا، اغنیاء کو کھلانا، ذخیرہ کرنا، صدقہ تہائی سے کم نہ ہونا، تنگدست عیالدار کا اپنے اہل وعیال کے لئے روک رکھنا، اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا، خود موجود رہنا ان میں سے ایک چیز بھی واجب نہیں تو کھال کا صدقہ کیونکر واجب ہو گیا حالانکہ اسی ضمن میں اس کا بھی بیان ہے ثانیاً اسی میں يتصدق بجلدها کے بعد فرمایا

أَوْ يَعْمَلُ مِنْهُ نَحْوَ غِرْبَالٍ أَوْ جِرَابٍ أَوْ قِرْبَةٍ أَوْ سُفْرَةٍ أَوْ دَلْوٍ أَوْ يُبَدِّلُهُ بِمَا يَنْتَفِعُ بَاقِيًا كَمَا مَرَّ لَا بِمُسْتَهْلَكٍ

(ردالمحتار مصری جلد ۵ ص ۲۹۷)

ترجمہ۔۔۔۔﴿ یا اس کھال سے جراب، مشک، دسترخوان یا ڈول بنا لیا جائے یا اس کو ایسی چیز سے بدل لے جس کو باقی رکھتے ہوئے اس سے فائدہ حاصل کیا جا سکے جیسا کہ گزرا مستہلک چیز سے نہ بدلے۔

اس جزئیہ کے باوجود یہ کہنا کہ کھال کسی اور کام میں نہیں آسکتی کس قدر دلیری

ہے اور جب خود وہ اپنے استعمال میں لا سکتا ہے تو مسجد میں دینا تو کار خیر میں دینا ہے یہ کیونکر ناجائز ہوگا؟ اگر اس کا تصدق صدقہ واجبہ ہوتا تو اپنے استعمال کی کہاں راہ تھی۔ تیسرے اسی يتصدق بجلدها کے تحت علامہ شامی فرماتے ہیں:

وَيَتَصَدَّقُ بِجِلْدِهَا وَكَذَا بِجِلَالِهَا وَقَلَائِدِهَا فَإِنَّهُ يُسْتَحَبُّ إِذَا أَوْجَبَ بَقَرَةً أَنْ يُجَلِّلَهَا وَيُقَلِّدَهَا وَإِذَا ذَبَحَهَا تَصَدَّقَ بِذَلِكَ كَمَا فِي التَّتَارْخَانِيَّة

(شامی مصری جلد ۵ صفحہ ۲۹۷)

ترجمہ۔۔۔۔﴿ اور جلد کو صدقہ کرے ایسے ہی اس کی جھول اور ہار گلوبند کو صدقہ کرے کہ بے شک یہ مستحب ہے کہ جب اس نے گائے واجب کی تو اسے جھول، ہار، گلوبند پہنائے اور جب اسے ذبح کی تو ان کو صدقہ کر دے جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے۔

لفظ کذا نے بتایا کہ جو حکم کھال اور جھول کے تصدق کرنے کا ہے وہی جلد کے تصدق کا اور يستحب سے ظاہر کہ یہ چیزیں اسے پہنانا بھی مستحب اور بعد ذبح تصدق بھی مستحب اس تصریح کے بعد اسے صدقہ واجبہ ٹھہرانا خواہ مخواہ مطلب کو بگاڑنا نہیں تو اور کیا ہے؟ خود حضرات مانعین نے آج تک ہار اور جھول کے تصدق کے وجوب کا فتویٰ صادر نہ فرمایا۔ اگر آج سے پہلے کوئی اس کے وجوب پر فتویٰ دیا ہو تو بتائیں لیکن اس کا ثبوت ضروری ہوگا کہ ان کا وہ فتویٰ اس تحریر کے مطالعہ سے قبل کا ہے۔ چوتھے صدقہ کے متعدد معنی ہیں كما لا يخفى من طالع كتب اللغات ان میں سے صرف ایک معنی خاص میں خلاف تصریحات فقہاء کرام اسے محصور کر دینا قطعاً انصاف سے بعید ہے خاصاً لفظ صدقہ کا اطلاق صدقات مستحبہ پر خود حضور ﷺ واحادیث کریمہ وکلمات مفسرین کرام ومحدثین عظام وفقہاء اعلام میں شائع ہے۔

ثبوت از قرآن

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

(پارہ ۳ سورہ بقرہ)

ترجمہ ...... اگر صدقات ظاہر کر کے دو تو اچھا ہے اور اگر چھپا کر فقراء کو دو تو تمہارے لئے سب سے اچھا ہے۔

سید المفسرین حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما وَاِنْ تُخْفُوْهَا کے تحت فرماتے ہیں:

تُسِرُّوْهَا يَعْنِي التَّطَوُّعَ

(تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس مصری ص ۳۲)

تُخْفُوْهَا کے معنی یہ ہیں کہ اس کو چھپا کے دو صدقہ نافلہ کو۔

حضرت امام علامہ علاؤ الدین علی ابن محمد بن ابراہیم بغدادی علیہ الرحمہ تحت آیہ کریمہ اِنْ تُبْدُوا الخ اظہار صدقہ کے متعلق فرماتے ہیں:

اَيْ تُظْهِرُوْا الصَّدَقٰتِ وَالصَّدَقَةُ مَا يُخْرِجُهُ الْاِنْسَانُ مِنْ مَّالِهٖ عَلٰى وَجْهِ الْقُرْبِ فَيَدْخُلُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ الْوَاجِبَةُ وَ صَدَقَةُ التَّطَوُّعِ

(تفسیر خازن شریف مصری جلد اول ص ۲۱۲)

ترجمہ ...... یعنی مراد آیت یہ ہے کہ صدقات ظاہر کرو اور صدقہ یہ ہے کہ انسان اپنے مال میں سے بغرض عبادت کچھ حصہ نکالے تو اس میں زکوٰۃ واجبہ اور صدقہ نافلہ دونوں داخل ہیں۔

یہی علامہ ممدوح فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ کے تحت اخفاء صدقہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

يَعْنِي اِخْفَاءُ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ مِنَ الْعَلَانِيَةِ وَ كُلٌّ مَقْبُوْلٌ اِذَا كَانَتِ

النِّيَّةُ صَادِقَةً وَاخْتَلَفُوْا فِي الْمُرَادِ بِالصَّدَقَةِ النَّافِلَةِ الْمَذْكُوْرَةِ فِي الْاٰيَةِ فَقَالَ الْاَكْثَرُوْنَ الْمُرَادُ بِهَا صَدَقَةُ تَطَوُّعٍ وَاتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى اَنَّ كِتْمَانَ صَدَقَةِ التَّطَوُّعِ اَفْضَلُ وَاِخْفَاءَهَا خَيْرٌ مِّنْ اِظْهَارِهَا.

(تفسیر خازن شریف مصری جلد اول ص ۲۱۲)

ترجمہ ...... اخفاء صدقہ اظہار صدقہ سے افضل ہے اور سب مقبول ہیں جبکہ نیت صالح ہو اور علمائے کرام نے اختلاف فرمایا ہے کہ آیت میں مذکور صدقہ سے کیا مراد ہے؟ تو اکثر نے یہ فرمایا کہ اس سے مراد صدقات نافلہ ہیں اور علماء نے اس پر اتفاق فرمایا کہ صدقات نافلہ کا اخفاء ان کے اظہار سے افضل ہے۔

حضرت امام علامہ ابو البرکات سیدی عبداللہ ابن احمد بن محمود نسفی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قَالُوْا الْمُرَادُ صَدَقَاتُ التَّطَوُّعِ

(تفسیر مدارک التنزیل علی ہامش الخازن جلد اول ص ۲۱۲)

ترجمہ ...... علماء کرام فرماتے ہیں اس سے مراد صدقات نافلہ ہیں۔

حضرت امام علامہ مفتی ملا جیون رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ استاذ سلطان اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ زیر آیہ کریمہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً قطراز ہیں:

اَلصَّدَقَةُ يَحْتَمِلُ صَدَقَةً نَافِلَةً وَالزَّكٰوةَ

(تفسیرات احمدیہ مطبوعہ جید پریس دہلی ص ۴۷۰)

ترجمہ ...... آیت میں لفظ صدقہ "صدقہ نافلہ" اور "زکوٰۃ" دونوں کا احتمال رکھتا ہے۔

احادیث سے ثبوت

احادیث کریمہ اس باب میں کثیر و وافر ہیں تیمناً چند احادیث کریمہ ذکر ہیں۔

ابو داؤد و طبرانی و بیہقی نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ایک جماعت صحابہ سے

مرفوعاً روایت کی کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

حَصِّنُوْا اَمْوَالَکُمْ بِالزَّکٰوۃِ وَدَاوُوْا مَرْضَاکُمْ بِالصَّدَقَۃِ وَاسْتَقْبِلُوْا اَمْوَاجَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ

(کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ ص ۱۴۰)

ترجمہ..... ﴾زکوٰۃ دے کر اپنے مال کی حفاظت کرو۔ صدقہ دے کر بیماریوں کی دوا کرو۔ بلاؤں کی موجوں کا دعا وتضرع سے استقبال کرو۔

فائدہ: یہاں اللہ صدقہ کو زکوٰۃ کے بالمقابل ارشاد فرمایا کر ارشاد فرمادیا کہ صدقہ علاوہ زکوٰۃ بھی ہوا کرتا ہے اور جتنے صدقہ اور افضل صدقہ کون سا صدقہ ہے۔ ابوداؤد ونسائی نے حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے دربار رحمۃ اللعالمین ﷺ میں عرض کیا:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ ھٰذَا لِاُمِّ سَعْدٍ

(مشکوٰۃ شریف مطبع نظامی دہلی ص ۱۷۰)

ترجمہ..... ﴾یا رسول اللہ ﷺ سعد کی ماں انتقال فرما گئیں تو کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا پانی۔ تو انہوں نے کنواں کھودا اور فرمایا کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔

لطیفہ:

مانعین اس کنویں پر ایک بورڈ لگا دیں کہ اس کا پانی فقیر پئے غنی نہ پئے اس لئے کہ یہ صدقہ ہے اور صدقہ سے مراد صدقہ واجبہ ہی ہوتا ہے۔ لیکن مانعین ایسا نہیں کرتے تو معلوم ہوا ہر جگہ صدقہ سے صدقہ واجبہ مراد نہیں بلکہ صدقہ مستحبہ بھی مراد ہوتا ہے۔

طبرانی نے باسناد حسن وامام بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن مسعود حبر الامہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جوادو کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں:

کُلُّ قَرْضٍ صَدَقَۃٌ

(کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ ص ۱۵۵)

ترجمہ..... ﴾ہر قرض صدقہ ہے

فائدہ: ہر صدقہ کو اگر صدقہ واجبہ ہی مانا جائے تو پھر لازم آئے گا کہ نہ کسی سے قرض لیجئے نہ کسی صاحب نصاب کو قرض دیجئے اور اگر کسی مفلس کو قرض دیں تو واپسی کا قصد نہ کیجئے کہ صدقہ دے کر پھر اسے خریدنے کی بھی ممانعت ہے چہ جائیکہ اس کی واپسی۔ موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے:

اِنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلٰی فَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاَرَادَ اَنْ یَّبْتَاعَہٗ فَسَئَلَ عَنْ ذَا لِکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فَقَالَ لَا تَبْتَعْہُ وَلَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِکَ.

(مسوی ومصفے شرحین للموطا مطبوعہ فاروقی دہلی جلد ۱ ص ۲۱۷)

ترجمہ..... ﴾حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو راہ خدا میں گھوڑے پر سوار کیا پھر وہی گھوڑا خریدنے کا قصد فرمایا حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے اس باب میں سوال کیا فرمایا نہ اسے خرید نہ اپنا صدقہ واپس لے۔

امام ترمذی بروایت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ صاحب خلق عظیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں:

تَبَسُّمُکَ فِیْ وَجْہِ اَخِیْکَ صَدَقَۃٌ وَاَمْرُکَ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَۃٌ وَنَھْیُکَ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃٌ وَاِرْشَادُکَ الرَّجُلَ فِیْ اَرْضِ الضَّلَالِ صَدَقَۃٌ وَنَظَرُ الرَّجُلِ الردی البصر لک صَدَقَۃٌ وَاِمَاطَتُکَ الْحَجَرَ وَالشَّوْکَ

والعظم عن الطریق لک صدقۃ وافراغک عن دلوک الی دلو اخیک لک صدقۃ

(مشکوٰۃ شریف نظامی ص ۱۷۰)

ترجمہ...... اپنے مسلمان بھائی کے سامنے تیرا مسکرانا صدقہ ہے نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے برائی سے روکنا صدقہ ہے بھولے کو راستہ بتانا صدقہ ہے کمزور نگاہ والے کی مدد کرنا صدقہ ہے راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی دور کر دینا صدقہ ہے اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا صدقہ ہے۔

ہر صدقہ کو صدقہ واجبہ بتانے والے حضرات غالباً ان امور میں سے کسی امر پر عمل نہ کریں گے نہ کسی غنی کے ساتھ نہ اپنے اصول و فروع کے ساتھ۔ یہ چار احادیث محض بطور نمونہ گزارش کی گئیں ورنہ تفصیل کے لئے دفتر طویل کی ضرورت ہے۔ مفسرین کرام کے اقوال آیات کے تحت گزرے۔ محدثین عظام نے ان احادیث کے ابواب کا نام اَفْضَلُ الصَّدَقَۃِ رکھا۔ اسی قدر کافی تھا لیکن مناسب ہے کہ آخر میں حضرت علامہ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت پیش کی جائے۔ فرماتے ہیں:

ایں بیان صدقہ واجبہ بود اما صدقہ تطوع اگرچہ امر ایجابی بداں نہ کردے و برترک وعید نفرمودے اما اورا بغایت دوست داشتے دبداں چنداں شاد شدے کہ بخلاء بستیدن آں شاد شوند و ہر مقدار کہ درراہ حق صرف کردے آں رابسیار نہ شمردے وہیچ کس چیزے ازوے نخواستے الا اجابت کردے ودادے وفرزوق شاعر در نعت وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفتہ است شعر

ما قال "لا" قطّ الا فی تشہّدہ

لولا التشہّد کانت لاءَہ "نعم"

(مدارج النبوۃ شریف مطبوعہ لکھنؤ، باب ۲، انواع عبادات قسم دوم صدقہ تطوع جلد ا ص ۲۹۵)

ترجمہ...... یہ صدقہ واجب کا بیان تھا لیکن صدقہ نافلہ اگرچہ اس کا حکم بطور وجوب نہ فرمایا نہ اس کے ترک پر وعید فرمائی لیکن اسے بغایت محبوب رکھتے تھے اور اس قدر اظہار سرور فرماتے تھے کہ بخلاء لے کر خوش ہوتے ہیں اور جس مقدار میں راہ خدا میں صرف فرماتے اسے زیادہ نہ شمار فرماتے اور کوئی شخص کوئی چیز آپ سے طلب نہ کرتا مگر آپ قبول فرماتے اور دے دیتے۔ فرزدق شاعر نے آپ کی نعت میں عرض کیا ہے۔

تشہد کے علاوہ آپ کے لب پر نہ "لا" آیا

تشہد گر نہ ہوتا آپ کا "لا" بھی "نعم" ہوتا

فقہائے کرام کے ہاں یہاں بھی صدقہ کا اطلاق صدقہ نافلہ پر موجود ہے جس کی عبارات اس رسالہ میں متعدد مقامات پر گزریں یہاں صرف دو عبارتیں خاص متعلقہ گوشت قربانی نقل ہیں

وَیُسْتَحَبُّ اَنْ لَّا یَنْقُصَ الصَّدَقَۃَ مِنَ الثُّلُثِ

(قدوری ص ۳۳۰)

ترجمہ...... مستحب یہ ہے کہ صدقہ تہائی سے کم نہ کرے۔

شامی میں ہے

وَالصَّدَقَۃُ بِاللَّحْمِ تَطَوُّعٌ

(شامی جلد ۵ ص ۲۹۶)

ترجمہ..... گوشت کا صدقہ صدقہ نافلہ ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا فتویٰ مبارکہ حاضر ہے۔

عرفان شریعت حصہ دوم میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس سے متعلق دو فتاویٰ شائع ہوئے پہلا صفحہ ۱۹ پر دوسرا ۳۵ سے ۳۷ تک۔ یہاں صفحہ ۳۵ سے ۳۷ والا فتویٰ لکھا جا رہا ہے تاکہ طوالت نہ ہو ہاں آپ کے فتاویٰ رضویہ کی عبارات بھی شامل کروں گا۔

عرفان شریعت میں ہے:

مسئلہ:

مفتیان کرام وفقہائے ذوی الاحترام کا اس بارہ میں کیا ارشاد ہے۔

زید کہتا ہے کہ جلد قربانی وعقیقہ، مسجد ومدرسہ کے صرف میں آسکتی ہے۔ بکر کا قول ہے کہ کسی فقیر کو دی جائے کیونکہ یہ صدقہ ہے اور صدقات کی تفصیل کلام الٰہی نے فرما دی اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ الآیہ (سورۂ توبہ) اور حکم باری تعالیٰ ہے فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ لہٰذا کلام ربانی کی طرف رجوع کی گئی نیز بکر کا بیان ہے کہ بر تقدیر صحت قول زید اس کا ماخذ کہاں ہے؟ امید کہ مسئلہ کی توضیح مع نقل عبارات فرمائی جائے۔ بینوا وتوجروا۔

جواب: بے شک ہر منازعت میں اللہ ورسول ہی کی طرف رجوع لازم ہے مگر ہر ایک کو بلاواسطہ رجوع کی لیاقت کہاں؟ یہیں دیکھئے آیہ کریمہ میں صدقات سے زکوٰۃ مراد ہے کہ اس میں ارشاد ہوتا ہے وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا اور بکر نے اسے قربانی اور عقیقہ کو شامل کر دیا۔ یہ بھی نہ دیکھا کہ اس کے تو گوشت کی نسبت خود قرآن عظیم میں ارشاد ہے فَكُلُوْا مِنْهَا اس میں سے خود بھی کھاؤ۔ اب کہاں رہی صدقات کی وہ تفصیل جو اس آیہ کریمہ میں بالحصر ارشاد ہوئی تھی اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ الآیہ (سورۂ توبہ) یہ بھی نہ سمجھا کہ علماء تک اسے

قربانی کہتے ہیں نہ کہ صدقہ۔ تو ہر کار تقرب اس میں روا۔ ولہٰذا امام علامہ زیلعی نے شرح کنز الدقائق میں فرمایا لِاَنَّهٗ قُرْبَةٌ كَالتَّصَدُّقِ ہاں ہم نے خاص مسئلہ قربانی میں اللہ ﷻ کی طرف رجوع کی تو اس کا ارشاد پایا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ خود اس میں سے کھاؤ اور ضرورت مند فقیر کو کھلاؤ۔ اطعام کے لفظ نے بتایا کہ تصدق ہی لازم نہیں اباحت بھی کافی ہے جو محض ایک قربت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کی تو حضور کا ارشاد پایا فَكُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَاتَّجِرُوْا خود کھاؤ اور اٹھا رکھو اور ثواب کا کام کرو رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَغَيْرُهٗ عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد ومدرسہ دینیہ اہلسنت میں دینا بھی ثواب کا کام ہے مثل اطعام۔ اور اسی وَاتَّجِرُوْا کے حکم میں داخل۔ ہاں اگر کوئی شخص اس کی جلد اپنے صرف میں لانے کی نیت سے روپوں پیسوں کو بیچے تو بے شک قیمت اس کے حق میں خبیث ہوگی لِاَنَّهٗ خَرَجَ مِنَ التَّمَوُّلِ كَمَا نَصُّوْا عَلَيْهِ وَفِيْ حَدِيْثِ الْمُسْتَدْرَكِ مَنْ بَاعَ جِلْدَ اُضْحِيَّتِهٖ فَلَا اُضْحِيَّةَ لَهٗ وہ قیمت نہ مسجد میں دے نہ مدرسہ میں فَاِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا الطَّيِّبَ بلکہ فقراء پر تصدق کرے كَمَا هُوَ حُكْمُ الْمَالِ الْخَبِيْثِ اور اگر نہ اپنے لئے بلکہ مسجد ومدرسہ یا کسی فقیر ہی کو دینے کے لئے روپوں پیسوں کو بیچے خود یہ خواہ متولی مسجد ومدرسہ و وکیل فقیر بہر صورت جائز ہے اور وہ دام مدرسہ ومسجد میں صرف ہو سکتے ہیں کہ ممنوع تمول ہے نہ کہ تقرب وَقَدْ مَرَّ عَنِ التَّبْيِيْنِ اَنَّهٗ قُرْبَةٌ كَالتَّصَدُّقِ وَتَحْقِيْقُهٗ فِيْ رِسَالَتِنَا الصافیۃ المرجبۃ فی حکم جلود الاضحیۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ)

لطیفہ

بعض سنی حضرات موجی لوگ ہیں اپنے مقصد کی بات ہو تو سب کچھ اعلیٰ حضرت

ہیں اگر ان کی منشاء مبارک کے خلاف ہو تو کوئی نہ کوئی حیلہ تراش کر اعلیٰ حضرت کی تحقیق سے نہ صرف روگردانی بلکہ بعض بد بخت یہاں تک کہنے سے باک نہیں رکھتے ہیں کہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں اعلیٰ حضرت سے خطا ہوئی ہے۔ کئی مسائل ہیں احکام شریعت و عرفان شریعت میں سنیوں کے اعلیٰ حضرت سے انحراف کا ایک حیلہ یہ ہے کہ یہ دونوں کتابیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی خود نوشت نہیں۔ ممکن ہے کہ کوئی صلح کلی بد مذہب ہوا اور یہاں بھی کہہ دے تو فقیر اس کا علاج بھی جانتا ہے آنے والی سطور میں اعلیٰ حضرت کے خود نوشت فتاوی حاضر ہیں۔

سوال ۱۰: قربانی کی کھال کو بہ نیت تصدق فروخت کرنا یا اس کی قیمت سے بوریا وغیرہ خرید کر مسجد میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب: جائز ہے کہ تصدق کے لئے بیچنا یا مسجد کے صرف میں لانا دونوں قربت (کار ثواب) ہیں اور یہاں وہی مقصود۔ عالمگیری میں ہے لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّبِيْعَهٗ بِالدَّرَاهِمِ لِيُنْفِقَ الدَّرَاهِمَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَعِيَالِهٖ وَلَوْ بَاعَهَا بِالدَّرَاهِمِ لِيَتَصَدَّقَ بِهَا جَازَ لِاَنَّهٗ قُرْبَةٌ كَالتَّصَدُّقِ كَذَا فِي التَّبْيِيْنِ اھ ملخصاً

اور مسجد کی چٹائی وغیرہ میں صرف کرنا بھی قربت ہے نہ اپنا تمول (مال جمع کرنا) جو ممنوع ٹھہرا۔ پس دونوں صورتیں مسئول سائل کا حکم جواز ہے بحمد اللہ تعالیٰ یہ وہ تحقیق ہے جس سے اس فصل کی تمام جزئیات کا حکم نکل سکتا ہے فَاَتْقِنْ هٰذَا لَعَلَّكَ لَا تَجِدُهٗ بِهٰذَا الْاِيْضَاحِ وَالتَّحْرِيْرِ فِيْ غَيْرِ هٰذَا التَّحْرِيْرِ وَلَا عَلَيْكَ مِنْ اِخْفَائِهٖ عَلٰى بَعْضِ اَبْنَاءِ الزَّمَانِ الْمُدَّعِيْنَ الْعِلْمَ الْغَزِيْرَ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

(فتاوی رضویہ حصہ ہشتم ص ۴۷۱)

سوال ۱۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قربانی کی کھال سے مسجد بنانا درست ہے یا نہیں؟ اور کوئی عمارت مثل مسافر خانہ نشست چوپال جس میں

مسافر یا اپنے ہم قوم مقیم ہو سکیں۔ بینوا توجروا

جواب: مسجد یا وجہ اللہ مسافر خانہ وغیرہ آرام مسلمانان کی عمارت بنانا جس میں اجر ہو اور حصول اجر ہی کی نسبت ہو بالجملہ ہر اس کام میں جو شرعاً قربت ہو اس میں قربانی کی کھال صرف کرنا ہرگز ممنوع نہیں رسول اللہ ﷺ نے اضحیہ کی نسبت جیسا تَصَدَّقُوْا فرمایا صدقہ کر دو یونہی وَاتَّجِرُوْا بھی ارشاد فرمایا وہ کام کرو جس میں ثواب ہو رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ اور امام زیلعی شرح کنز میں فرماتے ہیں:

لَوْ بَاعَهَا بِالدَّرَاهِمِ لِيَتَصَدَّقَ بِهَا جَازَ لِاَنَّهٗ قُرْبَةٌ كَالتَّصَدُّقِ

معلوم ہوا کہ عین تصدق بھی لازم نہیں بلکہ قربت کا ہونا درکار ہے۔ تصدق بھی اسی لئے مطلوب ہوا کہ قربت ہے تو جو قربت ہو سب کی وسعت ہے۔ ہاں یہ بیع تمول اپنے صرف میں لانے کو اس کے دام کرنا جائز نہیں حدیث مَنْ بَاعَ جِلْدَ اُضْحِيَتِهٖ فَلَا اُضْحِيَةَ لَهٗ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ کا یہی محل ہے اور حدیث صحیحین میں مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو رسول اللہ ﷺ کا اپنے شتران قربانی، حج کی نسبت حکم فرمانا کہ "ان کا گوشت پوست تصدق کر دیں" جواز تصدق کی دلیل ہے نہ تعیین تصدق کی ورنہ اَكْلٌ وَاِدِّخَارٌ بھی ممنوع ہو جائیں حالانکہ بالاجماع جائز و منصوص ہیں وہ واقعہ حال ہے اور وقائع حال کے لئے عموم نہیں اسی حدیث میں ان کی جھلیں اور جھولیں تصدق کر دینے کا بھی حکم ہے تو جواد کریم ﷺ کی بخشش تھی نہ کہ عام تشریع۔ ہاں جس نے تمول کے لئے بیچی وہ ان داموں کو تصدق ہی کرے کہ ان کا حصول بر وجہ خبیث ہے اور جو مال یوں حاصل ہو اس کی سبیل تصدق ہے۔ عبارت ہدایہ کا یہی مطلب ہے۔ خود ہدایہ میں فرمایا "اَلْمَعْنٰى فِيْهِ اَنَّهٗ تَصَرُّفٌ عَلٰى قَصْدِ

التَّمَوُّلِ . وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ"

(فتاوی رضویہ ص ۴۷۵ ج ۸)

مسئلہ:

قربانی کی کھال بہ نیت تصدق فروخت کرنا یا اس کی قیمت سے بوریا وغیرہ خرید کر مسجد میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب: جائز ہے کہ تصدق کے لئے بیچنا یا مسجد کے صرف میں لانا دونوں قربت ہیں اور یہاں وہی مقصود۔ عالمگیری میں ہے:

لَا يَبِيْعُهٗ بِالدَّرَاهِمِ لِيُنْفِقَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَعِيَالِهٖ وَلَوْ بَاعَهَا بِالدَّرَاهِمِ لِيَتَصَدَّقَ بِهَا جَازَ لِاَنَّهٗ قُرْبَةٌ كَالتَّصَدُّقِ كَذَا فِي التَّبْيِيْنِ مُلَخَّصًا وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

ایضاح الجواب

اصل یہ ہے کہ اضحیہ مثل دم قران وتمتع وذبح تطوع ودم شکر ہے ان میں قربت مقصودہ صرف اِرَاقَةُ دَمٍ لِوَجْهِ اللّٰهِ سے حاصل ہو جاتی ہے ولہٰذا ان کے لَحْمْ وغیرہ کا تصدق واجب نہ ہوا اور خود کھانے کی اجازت بھی عطا فرمائی اور کھال کی کوئی چیز مثل مشکیزہ وغربال ودوستین وتوشہ دان وفرش وتکیہ وجلد کتاب وغیرہ بنا کر اپنے تصرف میں لانا بھی روا۔ اسی طرح مذہب صحیح میں جلد ولحم کی تبدیلی بھی ایسی اشیاء سے جائز ٹھہری جو اپنی بقائے عین کے ساتھ استعمال میں آئیں جیسے برتن، کتابیں، کپڑے۔ یونہی اغنیاء کو گوشت یا کھال یا اس کی کوئی چیز بنا کر یا اسی قسم کی اشیا ان کے

عوض خرید کر ہدیہ دینا بھی جائز ہوا۔ ولہٰذا فقیر کو دینے میں تملیک شرط نہ ہوئی بلکہ اباحت بھی روا ٹھہری یعنی دے نہ ڈالے بلکہ دسترخوان پر بٹھا کر کھلا دے۔ شرح نقایہ علامہ برجندی میں ہے:

وَيَجُوْزُ كُلُّ اَنْ يُّطْعِمَ مَنْ يَّشَاءُ مِنْهَا عَلٰى طَرِيْقِ الْاِبَاحَةِ سَوَآءٌ كَانَ فَقِيْرًا اَوْ غَنِيًّا وَيَهَبُ مَنْ يَّشَاءُ فَقِيْرًا اَوْ غَنِيًّا

شرح لباب میں ہے:

كُلُّ دَمٍ وَجَبَ شُكْرًا فَلِلصَّاحِبِهٖ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْهُ مَا شَاءَ وَيُؤْكِلَ الْاَغْنِيَاءَ وَلَوْ بِالْاِبَاحَةِ وَالْفُقَرَاءَ تَمْلِيْكًا اَوْ اِبَاحَةً وَلَا يَجِبُ التَّصَدُّقُ بِهٖ لَا بِكُلِّهٖ وَلَا بِبَعْضِهٖ اه ملخصاً.

البتہ یہ ناجائز ہے کہ اپنے یا اپنے اہل وعیال یا اور اغنیاء کے صرف میں لانے کو گوشت، کھال یا کسی جزء کو بعوض ایسی اشیاء کے فروخت کرے جو استعمال میں خرچ ہو جائیں اور باقی نہ رہیں جس طرح روپیہ پیسہ یا کھانے پینے کی چیزیں یا تیل پھلیل وغیرہ کہ ان کے عوض اپنی نیت سے بیچنا تمول ہے اور نیت اغنیاء مثل اپنی نیت کے ہے اور یہ جانور جس سے اقامت قربت ہوئی اس قابل نہ رہا کہ اس کے کسی جزء سے تمول کیا جائے بخلاف اس کے کہ اس قسم کی اشیاء سے مصرف خیر میں صرف کرنے کو مبادلہ کرے کہ اس میں معنی ممنوع یعنی تمول متحقق نہیں تو اس نیت سے یہ استبدال بھی جائز ہوا خلاصہ یہ کہ بعد قربانی اس کے اجزاء میں ہر قسم کا تصرف غنی کو حلال ہے مگر وہ جس میں معنی تمول پائے جائیں۔ اس تحقیق سے واضح ہوا کہ علماء جو ایک شق تصدق کی لکھتے ہیں اس کے یہ معنی نہیں کہ تصدق عین ضروری ہے یعنی خاص

اسی چیز کو بغیر بدل خیرات کرے بلکہ مطلقاً ہر شے کے عوض بیچ کر خیرات کرنی جائز ہے خواہ روپے پیسے ہوں یا اشیاء خوردنی یا اعیان باقیہ۔ نہ یہ کہ عین تصدق ضرور ہے۔ جس کے حقیقی معنی فقیر کو مالک کرنا ہے بلکہ مطلقاً ہر مصرف خیر میں صرف کرنا جائز ہے اگرچہ اس میں کسی کی تملیک نہ ہو جیسے کفن موتی وعمارت مسجد وغیر ذالک۔ ولھذا اباحت رواظہیری اور علامہ زیلعی کی عبارت مذکورہ: لَوْ بَاعَهَا بِالدَّرَاهِمِ لِيَتَصَدَّقَ بِهَا جَازَ لِأَنَّهُ قُرْبَةٌ كَالتَّصَدُّقِ نے صاف واضح کر دیا کہ قربت چاہیے۔ خاص تصدق کی کوئی خصوصیت نہیں اور خود ظاہر ہے کہ جب بے صورت تمول اپنے اور اغنیاء کے صرف میں لانا روا ہوا اور جانور کا قربت کے لئے اس کا ملدع نہ ٹھہرا تو مصارف خیر جن میں اصلاً بوئے تمول نہیں اور خود امور قربت ہیں بدرجہ اولیٰ جائز ہوں گے۔

(فتاوی رضویہ جلد ۸ ص ۴۷۱)

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چرم قربانی واسطے تعمیر مسجد و اشیاء متعلقہ مسجد مثل بوریا، بدھنا، فرش، شامیانہ وغیرہ یا برائے ورنگی قبرستان کے دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ قربانی اِرَاقَةُ دَمٍ لِوَجْهِ اللّٰهِ سے ہوتی ہے كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ الْعُلَمَاءُ قَاطِبَةً اس کے بعد کھانے کھلانے دینے دلانے سے اس میں کچھ فرق نہیں آتا اگرچہ کسی کو دے اور چرم کے باب میں ابھی بیان ہوا کہ ہر قربت روا ہے وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ

(فتاوی رضویہ جلد ۸ ص ۴۷۳)

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کیا قیمت پوست قربانی مرمت مسجد اور بوریا وغیرہ مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور غسل خانہ، پاخانہ واردین مسجد کے لئے اس قیمت سے بنوانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب:۔ اصل یہ ہے کہ اراقت دم سے اقامت واجب کے بعد اجزائے اضحیہ سے صرف تمول ممنوع ہے۔ خاص تصدق ضروری نہیں بلکہ جمیع انواع خیر کہ مثل تصدق قربت ہیں سب جائز ہیں اور بلا بیع خود اپنے صرف میں لانا دیگر احباب اغنیاء کو ہدیہ دینا بھی جائز۔ حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

كُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَاتَّجِرُوْا

"کھاؤ اور اٹھا رکھو اور وہ کام کرو جس سے ثواب حاصل ہو۔"

(رواہ ابوداؤد)

بالجملہ مدار قربت وتمول پر ہے اور شک نہیں کہ مسجد کی مرمت اس میں بوریا وغیرہ آلات کا رکھنا۔ غسل خانہ بنانا سب افعال قربت ہیں تو ان میں اس کا صرف ضرور جائز۔ اس طرح واردین مسجد کے لئے پاخانہ بنوانا اگر فنائے مسجد سے جدا اور زمین وقف میں خلاف مشروط تصرف سے برکراں ہو باعث اجر ہے كَمَا لَا يَخْفٰى وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ۔

(فتاوی رضویہ ص ۴۷۳ ج ۸)

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قربانی کی کھالیں تعمیر دیوار مسجد کے لئے دے دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر کھالیں بیچ کر دام کر لئے جائیں تو یہ دام

مسجد میں دے دینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب:۔ اگر کھالیں صرف مسجد کے لئے پہلے دے دی جائیں تو ان کو داموں کے عوض بیچنا اپنے صرف میں لانے کے لئے نہ ہو بلکہ امور قربت و ثواب کی غرض سے ہو تو ان داموں کا مسجد کے صرف کے لئے دے دینا یہ دونوں صورتیں جائز ہیں اور اگر کھالیں اپنے صرف میں لانے کے لئے داموں کو بیچ ڈالیں تو یہ دام مسجد میں صرف نہیں ہو سکتے بلکہ مساکین کو دیئے جائیں جس مسکین کو دے وہ اپنی طرف سے مسجد میں لگا دے تو مضائقہ نہیں والله تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ ص ۴۷۴ ج ۸)

مسئلہ:

گزارش یہ ہے کہ قربانی کے چمڑوں کو یہاں کے مسلمان اپنے اپنے محلہ کی مسجد میں للہ خیرات دیتے ہیں اور متولیان مسجد ان کو بیچ کر قیمت جمع رکھتے ہیں اور حسب ضرورت امام کا ایکار اس رقم میں سے دیتے ہیں۔ پس یہ قربانی کے چمڑوں کا مسجد میں خیرات دینا اور ان پیسوں کا امام کو دینا یا دوسرے ضروری خرچ مسجد ڈول، رسی وغیرہ میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟۔ بینوا توجروا۔

جواب:۔ قربانی کے چمڑوں کو للہ مسجد میں دے دینا کہ انہیں یا ان کی قیمت کو متولی یا منتظمین مسجد مسجد کے کاموں مثلاً ڈول، رسی، چراغ، بتی، فرش، مرمت، تنخواہ مؤذن تنخواہ امام وغیرہ میں صرف کریں بلاشبہ جائز و باعث اجر و کار ثواب ہے۔ امام اگرچہ غنی ہو اس کی تنخواہ دینے کو متولی یا منتظم ان چمڑوں کو بیچ سکتے ہیں یا پہلے سے انہوں نے مصارف مسجد کے لئے دام کر رکھے ہیں تو انہی سے تنخواہ دے سکتے ہیں۔ فان الجلد

قد وصل موضع التقرب واعطاء وظيفة امام المسجد ايضا قربة

(فتاوی رضویہ ص ۴۷۶ ج ۸)

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چرم قربانی میں امام یا مؤذن مسجد کو دینا یا اس کی قیمت فروخت کر کے دینا جائز ہے یا نہیں؟۔ اگر پیش امام تنخواہ پاتے ہیں تو کیا حکم ہے؟ اور جن کی کوئی تنخواہ بھی مقرر نہیں صرف عید کو بطور ہدیہ چندہ کر کے دے دیا۔ عید الاضحی کو قربانی کے چرم وغیرہ دے دیئے یا محلہ میں نکاح خوانی لیں اسی پر ان کا گزر اوقات ہے تو ان لوگوں کے واسطے چرم قربانی یا اس کی قیمت دینا کیسا ہے؟ اور کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

جواب:۔ ''امام و مؤذن غیر تنخواہ دار کو بطور اعانت چرم قربانی یا اس کی قیمت دینے میں حرج نہیں اور تنخواہ دار کو بھی جبکہ تنخواہ میں نہ دیں یعنی زید نے امام کو نوکر رکھا اور اس کی تنخواہ اس کے ذمہ ہے یہ قربانی کی کھال بیچ کر اسے ادا کرے تو اپنا روپیہ بچاتا اور اپنا مطالبہ اس سے ادا کرتا ہے اور یہ تمول ہے اور قربانی سے تمول جائز نہیں۔ ہاں اگر اہل محلہ نے امام و مؤذن کو مسجد کا نوکر رکھا جس کی تنخواہ ذمہ مسجد ہے تو چرم قربانی یا اس کی قیمت مسجد میں دے کر اس سے تنخواہ ادا کر سکتے ہیں۔ والله تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ ص ۴۷۷ ج ۸)

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ کھال قربانی کی اگر امام

لوگ بلا رعیت کسی استحقاق، خدا کے واسطے خیال کر کے اگر اپنے امام مسجد کو دیویں تو جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: واجب اضحیہ اراقۃ دم سے ادا ہو جاتا ہے اس کے بعد لحم وجلد اس کی ملک ہیں۔ اس میں ہر تصرف مالکانہ کر سکتا ہے صرف تمول ممنوع ہے تو کھال بعینہ خواہ اس کا ڈول، مصلٰی، کتاب کی جلد وغیرہ بنوا کر اپنے صرف میں لا سکتا ہے۔ سید کو بھی دے سکتا ہے۔ ہر غنی کو دے سکتا ہے۔ تو امام نے کیا قصور کیا ہے؟ عام ازیں کہ صاحب نصاب ہو یا نہ ہو۔ "امامت کے معاوضہ میں بھی چرم قربانی دینا ایک صورت میں جائز ہے وہ یہ کہ متولیان مسجد یا اہل محلہ نے اسی طرح اسے مقرر کیا کہ تم امامت کرو قربانی کی کھالوں سے تمہاری خدمت کی جائے گی یہ صورت بھی صورت تمول نہیں"

(فتاویٰ رضویہ جلد ۸ ص ۴۷۸)

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قربانی کی کھالیں کسی مسجد کی تعمیر کے کام میں لاویں یا ان کو فروخت کر کے مسجد کے چٹائی نماز لا دیں یا مسجد کے اور کام میں لاویں مثلاً مسجد کا سقاوا بنوالیں یا مسجد میں اس کی قیمت کا پانی ڈلوائیں تاکہ سب نمازی وضو کریں یا مسجد میں آفتاب بنوائے جائیں تاکہ نمازی وضو کریں ان سب صورتوں میں قربانی درست اور جائز ہوئی یا نہیں؟ بحوالہ حدیث و آیات و کتب معتبرہ تحریر فرماویں اجر ملے گا دن قیامت کے۔ نزدیک اللہ جل شانہ کے۔

جواب: قربانی اراقۃ دم لوجہ اللہ کا نام ہے واجب اسی قدر سے ادا ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے گوشت پوست کے لئے تین صورتیں ارشاد ہوئی ہیں۔ ا۔ بعینہ اپنے

صرف میں لایا جائے یا ۲۔ وقت حاجت کے لئے ذخیرہ رکھا جائے یا ۳۔ اس سے ثواب کا کام کیا جائے۔ ثواب میں وہ مسجد کے سب کام داخل ہیں جو سوال میں مذکور ہوئے۔ اجزائے اضحیہ سے صرف تمول ممنوع ہے کہ اس کے دام کر کے اپنے کام میں لائے جائیں مَنْ بَاعَ جِلْدَ اُضْحِیَتِهٖ فَلَا اُضْحِیَةَ لَهٗ کھال کی جس طرح جانماز یا کتابوں کی جلدیں یا مشکیزہ اپنے لئے بنوا سکتا ہے یونہی کسی غنی کو بھی ہدیہ میں دے سکتا ہے اگر چہ وہ غنی امام ہو جبکہ اس کی تنخواہ میں نہ دی جائے۔ اور اگر تنخواہ میں دے تو امام اگر اس کا نوکر ہے جس کی تنخواہ اسے اپنے مال سے دینی ہوتی ہے تو دینا ناجائز کہ یہ وہی تمول ہوا جو ممنوع ہے اور اگر امام مسجد کا نوکر ہے جس کی تنخواہ مسجد دیتی ہے تو جائز ہے کہ یہ (چرم قربانی) مسجد میں دے دی جائے اور مسجد کی طرف سے امام کی تنخواہ میں دی جائے۔ قربانی کی کھالوں میں امام کا کوئی حق نہیں اور اسے جبراً لینا حرام ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۸ ص ۴۷۹)

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قیمت جلود قربانی مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں؟ بعض کہتے ہیں کہ فرش و چھت میں لگانا درست نہیں یعنی جس جگہ سجدہ کیا جائے وہ جگہ قیمت جلود قربانی سے نہ بنائی جائے کہ وہ قیمت صدقہ ہے اس جگہ سجدہ کرنا حرام ہے ہاں اس قیمت سے حدود دیوار مسجد یا غسل خانہ وغیرہ بنایا جائے تو درست ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ کنواں وغیرہ بنوایا جائے تو کچھ حرج نہیں خواہ مسجد

میں یا اور کہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کنواں بھی نہ بنایا جائے کہ وہ قیمت صدقات سے ہے کہ اس کے پانی سے وضو جائز نہ ہوگا اور نہ اس کا پانی پینے کے قابل ہوگا تو جناب قبلہ سے امیدوار ہیں کہ اس کا ثبوت غلامان کو کیوں نہ دیا جائے قیمت جلود قربانی کس کام میں صرف کی جائے آیا مسجد یا کنویں وغیرہ میں لگانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگر قربانی کی کھال مسجد میں دے دی تو متولی کو اختیار ہے کہ اسے مسجد کے جس صرف میں چاہے صرف کرے اور اگر مسجد میں دینے کی نیت سے خود اس کے دام کئے تو وہ دام بھی مسجد کے ہر کام میں صرف ہو سکتے ہیں ہاں اگر اپنے خرچ لانے کی بدنیت سے کھال بیچے تو یہ دام خبیث ہیں مسجد میں نہ دے نہ مسجد کے کسی کام میں صرف ہوں بلکہ فقیر مسلمان پر صدقہ کئے جائیں وَ تَحْقِیْقُ الْمَسْئَلَةِ فِی رِسَالَتِنَا "الصافیة الموحیة لحکم جلود الاضحیة". واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی رضویہ ص ۴۸۲ ج ۸)

مسئلہ:

علمائے ذی شان مسئلہ محررہ ذیل میں کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ زید پوست قربانی بعینہ مسجد میں دینے کو اور اس کی ضروریات میں خرچ کرنے کو خواہ تنخواہ موذن ہو یا دیگر حوائج مسجد جائز کہتا ہے اور عمر اس کو ناجائز کہتا ہے۔

جواب: زید کا قول صحیح ہے بے شک اسے امور ہو خیر میں صرف کر سکتے ہیں اور اپنے لئے ایسی چیز جو باقی رکھ کر استعمال کی جائے جیسے ڈول، مشک، کتاب کی جلد بنا سکتے ہیں اور اسے بدرجہ اولیٰ مسجد میں دے سکتے ہیں۔ تصدق جس میں تملیک فقیر ضرور ہے صدقات واجب مثل زکوٰۃ میں ہے۔ ہر صدقہ واجبہ میں بھی نہیں جیسے کفارہ صیام و یمین وظہار کہ ان کی طعام

میں تملیک فقیر کی حاجت نہیں اباحت بھی کافی ہے کَمَا فِی فَتْحِ الْقَدِیْرِ وَ عَامَةِ الْکُتُبِ ۔ یہ تو قربانی کا تصدق اصلاً واجب نہیں ایک صدقہ نافلہ ہے اس میں اشتراط تملیک کہاں سے آیا؟ بلکہ ہر قربت جائز ہے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

کُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَائْتَجِرُوْا

کھاؤ اور ذخیرہ رکھو اور ثواب کا کام کرو۔ کیا مسجد میں دینا ثواب کا کام نہیں؟۔ امام زیلعی تبیین الحقائق میں فرماتے ہیں لِاَنَّهٗ قُرْبَةٌ کَالتَّصَدُّقِ کیا مسجد میں دینا قربت نہیں؟ اور عجیب منطق ہے کہ مسجد میں دینا تو جائز نہیں کہ تملیک فقیر نہ ہوگی اور غنی کا اپنے صرف میں رکھنا جائز اس میں تملیک فقیر ہوگی۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی رضویہ جلد ۸ ص ۴۸۳)

الحمد للہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے ان چودہ فتاویٰ مبارکہ سے روز روشن سے زیادہ روشن ہوا کہ قربانی کی کھالیں مسجد میں دے دینا شرعاً جائز بلکہ کار ثواب ہے پھر مسجد کے متولی کو اختیار ہے کہ مسجد کے جس مصرف میں اسے خرچ کرنا چاہے کر سکتا ہے اور جن مفتیوں نے تملیک کو شرط مانا ہے ان کا قول درست نہیں ہے۔ ثم الحمد للہ علی ذالک

نوٹ......: اگرچہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فتاویٰ کے بعد ضرورت نہیں کسی دوسرے مفتی صاحب کے فتویٰ کو منضبط کیا جائے لیکن سنی تسکین المزاج بھی ہوتے ہیں ان کے اور علمائے اہل سنت کے بعض فتاویٰ مبارکہ درج کرتا ہوں۔

۱......﴿ محدث اعظم سید محمد شاہ صاحب اشرفی کچھوچھ شریف نے فرمایا کہ جلود اضحیہ صدقہ نافلہ ہے اور صدقات نافلہ سے مسجد کی خدمت بلاشبہ جائز ہے۔

۲......﴿ حضرت علامہ امجد علی صاحب لکھتے ہیں

''اور قربانی کا چمڑا اپنے کام میں بھی لا سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ کسی نیک کام کے لئے دے دے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کو دے دے یا کسی فقیر کو دے دے۔ بعض جگہ یہ چمڑا امام مسجد کو دے دیا جاتا ہے اگر امام کی تنخواہ میں نہ دیا جاتا ہو بلکہ اعانت کے طور پر ہو تو حرج نہیں۔

(بہار شریعت ص ۱۵۱ ج ۱۵)

ازالہ وہم

اعلیٰ حضرت کے فتویٰ میں ابھی گزرا کہ امام کی تنخواہ میں قربانی کی کھال دینے سے اس باب میں کیا مراد ہے؟ یعنی قربانی کی کھال قربانی کرنے والے نے امام کو دی جسے اس نے اپنے گھر میں نوکر رکھا ہے اور اپنے ذمہ پر واجب ہونے والی تنخواہ میں یہ کھال دی ہے تو جائز نہیں اور اگر امام، مسجد کا نوکر ہے اور اس نے کھال مسجد کی انتظامیہ کو دے دی تو انتظامیہ اس کھال کو بیچ کر امام کی تنخواہ ادا کر سکتی ہے۔ و

اللہ تعالیٰ اعلم

۳...... صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''بعینہٖ کھال اپنے صرف میں لانا یا اس کے بدلے کوئی باقی رکھنے کی شے جائے نماز برتن وغیرہ مول لینا جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ قربانی کی کھال کسی مسجد یا مدرسہ یا کفن موتی میں دے دی جائے کہ ان کے مہتمم اسے بیچ کر لگائیں۔ غرض ہر حال میں افضل و اولیٰ جلود اضحیہ (قربانی کی کھالوں) کا امور خیر میں لگانا باعث ثواب جزیل و رضائے رب جلیل ہے۔

(فتاویٰ صدر الافاضل ص ۴۱۰)

۴...... محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد صاحب لکھتے ہیں:

''قربانی کا چمڑا اپنے کام میں بھی لگا سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ کسی نیک کام کے لئے دے دے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کو دیدے یا کسی فقیر کو دے دے۔ بعض جگہ یہ چمڑا امام مسجد کو دیا جاتا ہے اگر امام کو تنخواہ میں نہ دیا جاتا ہو بلکہ اعانت کے طور پر ہو تو حرج نہیں۔ لہٰذا امام مسجد لے سکتا ہے اگرچہ سید ہو مالدار ہو کیونکہ یہ صدقہ نافلہ ہے صدقہ واجبہ نہیں۔ اسی طرح ضروریات مسجد چٹائی، ڈول، مرمت وغیرہ امور میں صرف کر سکتا ہے۔ مسجد کے مقتدی شہری یا دیہاتی ضرورت مسجد میں چرم قربانی استعمال کر سکتے ہیں۔ امام مسجد چرم قربانی سے دینی کتب بھی لے سکتا ہے۔ وہاں کے لوگ اگر مالدار ہوں تو ان کے لئے بہتر یہی ہے اور ان کے لئے سعادت اس میں ہے کہ رقم جمع کریں اور اس کو مسجد کی تعمیر میں صرف کریں اور قربانی کی کھال کو اہل حاجت (فقراء، مساکین، بیوگان) کو دیں۔ نبی ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو قربانی کی کھال کو صدقہ کرنے کے متعلق حکم فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ کرنا مستحب و بہتر ہے۔

(انوار شریعت)

محدث اعظم پاکستان علامہ الحاج محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور فیصل آباد کا دوسرا فتویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الرَّؤُفِ الرَّحِيْمِ وَنَبِيِّهِ الْكَرِيْمِ الْحَلِيْمِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَحِزْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

امابعد۔ فقیر نے رسالہ "الفیوضات الحامدیہ" دیکھا۔ مسلکِ صحیح وصواب پر مشتمل پایا۔ رسالہ مبارکہ کے مولف عزیزم محترم فاضل نوجوان واعظ خوش بیان مولانا مولوی سید ریاض الحسن صاحب حامدی رضوی خطیب جامع مسجد امریکن کوارٹر حیدر آباد سندھ سلمہٗ نے خوب تحقیق فرمائی ہے اور دلائل کثیرہ سے قول محقق کی توضیح فرمائی ہے۔ مولیٰ ﷻ تبارک وتعالیٰ عزیز موصوف سلمہٗ کو مزید خدمت دین متین کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور اہلسنت وجماعت کے لئے سرچشمہ فیض بنائے۔ دیوبندیوں، وہابیوں کے امام ثانی نام کے مولوی رشید احمد دیوبندی گنگوہی نے یہ فتویٰ دیا کہ قربانی کی کھال صدقہ واجبہ ہے۔ لہٰذا فقرا، پر اس کا تصدق واجب ہے مسجد میں نہیں لگا سکتے۔

دیوبندی مولوی جو کہتے ہیں کہ مسجد میں قربانی کی کھال کا لگانا ناجائز ہے ان کا ماخذ دیوبندی امام کا یہ فتویٰ ہے۔ ہمارے نزدیک دیوبندی گنگوہی کا یہ فتویٰ صحیح نہیں غلط ہے اور دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتاویٰ کثرت سے غلط ہیں۔ کہ اس کو خلاف تحقیق فتویٰ دینے کی عادت تھی۔

اس مسئلہ کی تحقیق امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ مجدد دین وملت بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے ایک رسالہ جلیلہ تحریر فرمایا جو ابھی غیر مطبوعہ ہے فتاویٰ رضویہ کی مجلدات میں مرقوم ومحفوظ ہے اور بھی علمائے کرام اہل سنت وجماعت نے اس مسئلہ کے متعلق قلم اٹھایا اور تحقیق فرمائی جس سے دیوبندی مفتی مغلوب ہوئے اور

غلط فتوے دے کر نادم ہوئے مگر دیوبندی کی ہٹ اور مرغے کی ایک ٹانگ کی رٹ مشہور ہے غلطی سے رجوع نہ کرنا حق کو قبول نہ کرنا ان کی دیرینہ فطرت ہے مگر ہمارا کام تو سمجھانے سے ہے سمجھائے جائیں گے رسالہ مبارکہ "الفیوضات الحامدیہ" بھی اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے کافی ووافی ہے۔ مولیٰ ﷻ حق پر قائم رہنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے واللہ تعالیٰ ھو الموفق وھو تعالیٰ اعلم

فقیر ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہٗ قادری چشتی رضوی خادم اہلسنت وجماعت

نوٹ......﴾ یہ فتویٰ رسالہ "الفیوضات الحامدیہ" سے لیا گیا۔

(۱۲رجب المرجب ۱۳۷۴ھ)

۴......﴾ مفتی صاحب داد خان صاحب فرماتے ہیں:

"تعمیر مسجد ومدارس دینیہ میں قربانی کی کھالیں دینا بلاشبہ جائز ومستحسن ہے۔ اس کی فروخت شدہ قیمت بھی مسجد ومدارس میں دینا جائز ہے۔ اسے زکوٰۃ کے صدقہ واجبہ کے مصرف پر قیاس کرنا فقہی تدبیر سے بعید ہے۔

"واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب"

(الفیوضات الحامدیہ ص ۳۵)

۵......﴾ مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات سید احمد [illegible]

"بلاشبہ پوست اضحیہ بعد ارائۃ دم خود بھی [illegible] اور بطور ہدیہ اور تحفہ دوست واحباب عزیز واقارب فقیر وغنی حتیٰ کہ سادات کرام اور جملہ بنی ہاشم کو بھی دے سکتا ہے۔ اور بہ نیت تصدق فروخت کر سکتا ہے جس کی کماحقہٗ تفصیل علامہ زماں محقق دوراں حضرت ملک العلماء مولوی ظفر الدین صاحب نے فتاویٰ مبارکہ میں فرما دی ہے اس کے بعد میں کسی توضیح اور تفصیل کی حاجت نہیں سمجھتا"۔

(الفیوضات الحامدیہ ص ۳۶)

۶......﴾ مولانا عبد المصطفیٰ ازہری صاحب کراچی لکھتے ہیں:

تعمیر مسجد ومدرسہ کے لئے قربانی کی کھالیں دینا جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(الفیوضات الحامدیہ ص ۳۲)

۷۔۔۔ ﷺ مولانا مفتی ابو سعید محمد امین صاحب فیصل آبادی اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں:

"قربانی کی کھالیں مسجد پر صرف ہو سکتی ہیں ان کو بیچ کر رقم مسجد کی تعمیر وغیرہ پر خرچ کی جائے یہ جائز ہے۔ عامہ کتب فقہ میں ہے کہ قربانی دینے والا کھال کو خود بھی استعمال کر سکتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ چرم قربانی کا صدقہ واجب نہیں لہٰذا بلا تکلف مسجد میں لگ سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

استاذ العلماء علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب ناظم مفتی اعظم حزب الاحناف لاہور پاکستان مجاہد ملت حضرت علامہ محمد عبدالحامد صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ صدر جمعیۃ علمائے پاکستان کراچی صورت مسئولہ میں جو جوابات حضرات علمائے اکابر نے تحریر فرمائے اس سے کلیۃً اتفاق ہے۔

(عبدالحامد القادری ۱۷ رجب ۱۳۷۴ھ)

صدر جمعیت علمائے پاکستان کراچی نزیل حیدرآباد سندھ

فاضل اجل حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صاحب رحمہ اللہ علیہ ناظم جمعیۃ علمائے پاکستان [illegible]

[illegible]

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دلائل قاہرہ سے بحمداللہ صورت مسئلہ اتضح تر ہے اس کے بعد بھی کچھ کہا جائے تو دلیل عدم تفقہ ہے۔ حضرت الاخ الفاضل الجلیل نے اس دینی خدمت کا تکملہ فرما کر اشد دینی ضرورت کو پورا فرمایا جزاہ اللہ عنا وعن سائر اہل السنۃ خیر الجزاء۔ عفہ العبد الجانی احمد نورانی غفرلہ الباری

(۱۷۔۷، ۳ ۷ھ (نزیل حیدرآباد سندھ)

حضرت مولانا حافظ قاری مصلح الدین صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

فاضل مجیب حضرت مولانا مفتی سید ریاض الحسن جیلانی حامدی رضوی نے چرم

قربانی کے مساجد و مصارف خیر میں استعمال کے جواز و حلت پر آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ و تصریحات فقہاء و ائمہ و تحقیقات انیقہ پر مشتمل جو رسالہ المسمیٰ "بالفیوضات الحامدیہ فی تعمیر المساجد بجلود الاضحیہ" ترتیب فرمایا ہے فقیر نے اسے مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰى آخِرِهٖ دیکھا ہر صاحب عقل و انصاف کے لئے یہ رسالہ مبارکہ بحالہ حق کی وضاحت کے لئے کافی پایا ان کی تحقیق قابل تحسین و آفرین ہے مولیٰ تعالیٰ فاضل مجیب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے فیض و برکات کو عام فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

فقیر حافظ مصلح الدین صدیقی قادری رضوی نزیل حیدرآباد، علامہ ابوالحسنات سید احمد صاحب صدر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان لاہور خطیب اعظم مسجد وزیر خان لاہور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ چرمہائے قربانی کو تعمیر مسجد میں دینا یا اس کی قیمت سے مسجد کی تعمیر قلعی اور شکست و ریخت کرانا مسجد کی ضروریات بوریا، چٹائی، مصلا، دری، ڈول، خدام مسجد کی تنخواہ وغیرہ سب جائز ہے اس لئے کہ اضحیہ کا حکم ذبح تک وجوب کا ہے گوشت پوست اضحیہ واجب نہیں بلکہ محض نافلہ ہے بنا بریں اس سے افضل ضروریات مسجد پورے کئے جا سکتے ہیں۔ بلکہ یہ مصرف کئی موزوں سے افضل ہے۔ قرضی شفاخانہ جن میں زیادہ خرچ ملازمین پر ہوتا ہے مسجد بہتر ہے۔ هٰذَا مَا عِنْدِیْ فقیر ابوالحسنات سید محمد احمد قادری۔

حضرت مولانا ابوالرشید محمد عبدالعزیز صاحب خطیب جامع مزنگ لاہور:

مبسملا و حامدا و مصلیا احقر نے رسالہ "الفیوضات الحامدیہ فی تعمیر المساجد بجلود الاضحیہ" مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰى آخِرِهٖ لفظاً بلفظاً حرف بحرف پڑھا مجھے اس سے پورا پورا اتفاق ہے کیوں نہ ہو اس کا ماخذ کتب معتبرہ و متداولہ احناف کرام ہیں۔ اکثرھم اللہ سودھم مولانا المکرم نے بدلائل قاہرہ و براہین ساطعہ ثابت کیا ہے کہ چرم قربانی کو تعمیر مسجد میں صرف کر سکتے ہیں۔ ہاں پنجاب میں بعض جگہ آئمہ مساجد جن کی کوئی تنخواہ یا وظیفہ مقرر نہیں ہوتا۔ عید الفطر پر فطرانہ اور عیدالاضحیٰ پر چرم قربانی وغیرہ ہی ان کا وظیفہ ہوتا ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہیں المعھود کالمشروط

انا العبد المفتقر الی اللہ العزیز ابوالرشید محمد عبدالعزیز
اصلح اللہ حالہ ومالہ خطیب جامع مزنگ لاہور مانھا

اللہ عن الجور بعد الکور (عزیز منزل متصل تکیہ نور شاہ مرحوم)

جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا مولوی محمد مہر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قربانی کی کھالیں صدقہ نافلہ ہونے کی حیثیت سے مساجد وغیرہ میں استعمال کی جا سکتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد مہر الدین مدرس حزب الاحناف لاہور پاکستان

حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب لاہور

مسجد و مدرسہ میں قربانی کی کھالیں دینا یا اس غرض سے فروخت کر کے قیمت دینا جائز ہے بغرض تملک فروخت کر کے قیمت دینا ناجائز ہے بلکہ فقراء پر تصدق کرے۔ فاضل مجیب کا خلاصہ جواب درست ہے۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَرَسُوْلُهٗ

الفقیر غلام رسول قادری رضوی غفرلہ مدرس دار العلوم حزب الاحناف لاہور

تصدیق از حضرت مولانا مولوی سید محمود احمد صاحب رضوی خلف الرشید علامہ ابو البرکات سید احمد صاحب ناظم و مفتی الاعظم دار العلوم حزب الاحناف لاہور

اَلْجَوَابُ صَحِیْحٌ

سید محمود احمد رضوی مدیر رسالہ رضوان لاہور

تصدیق از عالم اجل حضرت مولانا مولوی ابو سعید محمد امین صاحب مفتی جامعہ شریفیہ

اَلْجَوَابُ صَحِیْحٌ وَصَوَابٌ اَلْمُجِیْبُ مُصِیْبٌ وَ مُثَابٌ

الفقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ مدرس جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور

تصدیق از عالم جلیل حضرت مولانا مولوی ابو انور محمد احسان الحق صاحب مدرس و مفتی جامعہ شریفیہ۔

اَلْجَوَابُ صَحِیْحٌ وَالْمُجِیْبُ نَجِیْحٌ

الفقیر ابو انور محمد احسان الحق غفرلہ قادری رضوی خادم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور

تصدیق از فاضل نوجوان عالم جلیل الشان مولانا مولوی محمد ابراہیم خوشتر صاحب حامدی صدیقی بریلوی فاضل جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور

اَلْجَوَابُ هُوَ الْجَوَابُ مَنْ اَجَابَ فَقَدْ اَصَابَ

محمد ابراہیم خوشتر الحامدی صدیقی بریلوی

فتویٰ شریف:

فاضل ابن فاضل مفتی ابن مفتی رئیس الخطباء حضرت مولانا وعلامہ الحاج ابو انور محمد بشیر صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ (شیر پنجاب) کوٹلی لوہاراں مغربی (ضلع سیالکوٹ)

سوال: قربانی کی کھالیں تعمیر مساجد میں صرف کی جائیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص زیر تعمیر مسجد میں ان کھالوں کو صرف کرنے سے روکے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے اور جو صاحب روکتے ہیں غالباً وہ اسے زکوٰۃ کی مثل اور صدقہ سمجھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ زکوٰۃ کا دے دینا ضروری ہے اور قربانی کی کھالیں خود بھی رکھ لینا جائز ہے۔ خود رکھے یا کسی کو دے ہر طرح جائز ہے۔ ہاں اگر یہ کھال کسی ایسے شخص کو دے دی گئی جس نے اسے مسجد کی تعمیر میں اسے خرچ کر دیا تو اس میں ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

(رسالہ "ماہ طیبہ" کوٹلی لوہاراں مغربی جلد دوم نمبر ۵ ماہ صفر المظفر ۱۳۷۲ھ ص ۲۸)

تائیدی فتاویٰ اکابر علماء کرام

نقل فتویٰ مبارکہ حضرت ملک العلماء فاضل بہاری مولانا محمد ظفر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے متعلق کہ چرم قربانی تعمیر مسجد و دیگر مصارف مسجد میں صرف ہو سکتی ہے یا نہیں؟ **بینوا و توجروا**

جواب:...... بلاشبہ پوست اضحیہ کو تعمیر مسجد میں دینا اور اس سے مسجد کی تعمیر قطعی مرمت کرنا اس کے لئے جانماز، بوریاں، چٹائی، لوٹے، رسی، ڈول، جھاڑو، چراغ، بتی، تیل، موم بتی خریدنا مسجد کے لئے حدود حرم سے باہر کنواں، غسل خانہ، استنجا خانہ، پاخانہ، امام، مؤذن، جاروب کش کو مسجد کی تنخواہ دینا سب کچھ جائز و درست ہے اس لئے کہ پوست اضحیہ کا صدقہ واجب نہیں بلکہ نفل ہے اگر صدقہ واجب ہوتا تو مثل زکوٰۃ اپنے نفس و عیال پر اس کا صرف کرنا یا کسی غنی یا ذمی کو فقر کو دینا ہرگز جائز نہ ہوتا۔ عالمگیری جلد ۵ میں ہے وَلَیْسَ لِلْمُتَصَدِّقِ اَنْ یَّاْکُلَ صَدَقَتَهٗ وَلَا اَنْ یُّعْطِیَ غَیْرَهٗ مِنَ الْاَغْنِیَاءِ ہدایہ میں ہے وَلَا یَجُوْزُ اَنْ یَّدْفَعَ الزَّکٰوةَ اِلٰی غَنِیٍّ حالانکہ گوشت اضحیہ خود کھانا اغنیاء کو کھلانا پوست اضحیہ کو ہبہ اپنے مصرف میں لانا یا اغنیاء یا ذمی کو دینا جائز ہے۔ فتاویٰ خیریہ پھر فتاویٰ ہندیہ میں ہے وَیَهَبُ مِنْهَا مَا شَاءَ مِنَ الْاُضْحِیَةِ مَا شَاءَ لِلْغَنِیِّ وَالْفَقِیْرِ وَالْمُسْلِمِ وَالذِّمِّیِّ فتاویٰ عالمگیری میں تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق سے ہے وَیَتَصَدَّقُ بِجِلْدِهَا اَوْ یَعْمَلُ مِنْهُ غِرْبَالٌ

او خرابٌ ولا بأس بأن یشتری به ما ینتفع بعینه مع بقائه استحسانًا وذلک مثل ما ذکرنا (الی قوله) ولو باعها بالدراهم لیتصدق بها جاز لانه قربة کالتصدق کذا فی التبیین وهکذا فی الهدایة والکفایة بعض حضرات کو تصدق بجلدها سے صدقہ واجب سمجھا اور صرف تملیک یا اباحت فقراء پر اقتصار کرنا معانی تصدق کی تخصیص پر مبنی ہے اس لئے کہ صدقہ کا بہت سے معانی پر اطلاق کیا جاتا ہے تو خلاف تصریحات علماء ایک معنی خاص پر اسے محمول کرنا قطعاً من گھڑت ہے ما انزل اللّٰہ بها من سلطٰن صدقہ کے معنی کار خیر میں صرف کرنا یعنی وہ کام کرنا جس سے اجر وثواب ہو اور ظاہر ہے کہ مسجد بنانا بحکم حدیث شریف باعث اجر کثیر وثواب جزیل ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں من بنی للّٰه مسجدا ولو کمفحص قطاة بنی اللّٰه له بیتا فی الجنة رواه الامام الاعظم فی مسنده والامام احمد فی مسنده وزاد لیضعها بعد قوله قطاة والشیخان والترمذی وابن ماجة وغیرهم فی غیرها بالفاظ متقاربة مختصرا من رسالتی "اعلام الساجد بصرف جلود الاضحیة الی المساجد" والتفصیل والادلة فیها فلیطالعها من شاء واللّٰه تعالیٰ اعلم۔

محمد ظفر الدین قادری رضوی   ملک العلماء فاضل بہاری

کتبه عبده العاصی محمد ظفر الدین الرضوی عفی عنه بمحمد المصطفی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

آخری گزارش:

مخالفین کے لئے دلائل کی روشنی میں حق کے اعتراف کے لئے اتنا کافی ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ فقیر اور ناشر کی سعی قبول فرمائے اور قارئین کے لئے مشعل راہ بنائے۔

آمین بجاه حبیبه سید المرسلین ﷺ

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲ ربیع الاول شریف ۱۴۳۹ھ

بہاول پور پاکستان

بتعاون

مدرسہ غوثیہ واحدیہ

محلّہ میانہ میانوالی شہر

و

مدرسہ کنز الایمان پیر خانہ سرائے عالمگیر

انجمن بزمِ جلالیہ گجرات

ناشر

سیرانی کتب خانہ

ماڈل ٹاؤن "بی" نزد سیرانی مسجد بہاولپور موبائل: 0300-6830592